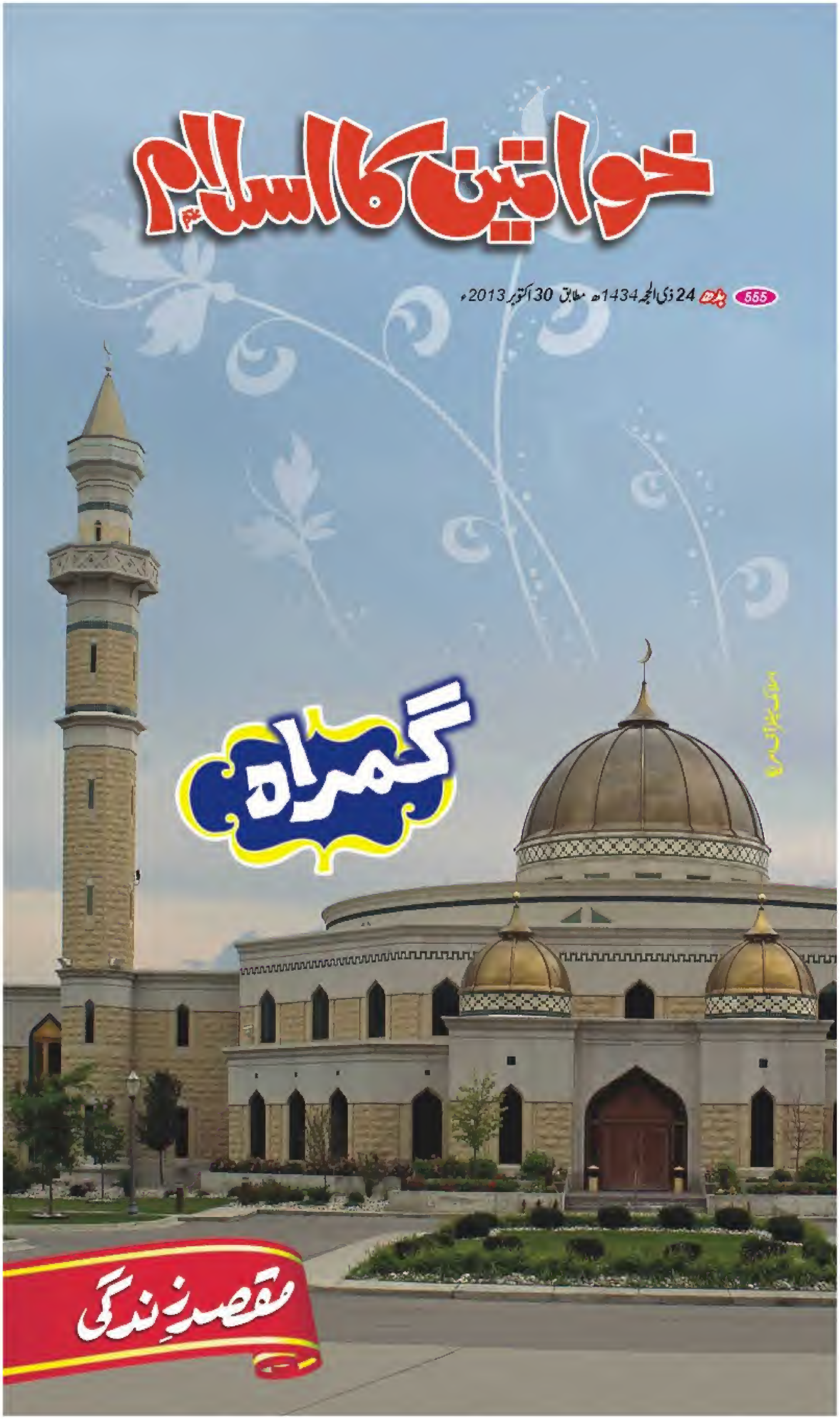
خواتین کا اسلام
555 24 ذی الحجہ 1434ھ مطابق 30 اکتوبر 2013ء
گمراہ
مقصدِ زندگی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

القرآن

موت اور نیند

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے، پھر وہ تمہاری روح قبض کرتا ہے اور تم میں سے کوئی ایسا ہوتا ہے جو عمر کے سب سے ناکارہ حصے تک پہنچا دیا جاتا ہے، جس میں پہنچ کر وہ سب کچھ جاننے کے باوجود بھی کچھ نہیں جانتا۔ بے شک اللہ بڑے علم والا، بڑی قدرت والا ہے۔ (سورۃ النحل آیت نمبر 70)

تشریح: انتہائی بڑھاپے کی حالت کو "ناکارہ عمر" سے تعبیر کیا گیا ہے جس میں انسان کی جسمانی اور ذہنی قوتیں ناکارہ ہو جاتی ہیں۔ اور سب کچھ جاننے کے باوجود کچھ نہ جاننے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ بڑھاپے کے اس حصے میں انسان اس علم کا اکثر حصہ بھول جاتا ہے جو اس نے اپنی پچھلی زندگی میں حاصل کیا تھا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس زمانے میں بکثرت ایسا ہوتا ہے کہ ابھی اسے ایک بات بتائی گئی، اور تھوڑی سی دیر میں وہ ایسا ہو گیا جیسے اس کو کچھ بتایا ہی نہیں گیا تھا۔ یہ حقائق بیان فرما کر غافل انسان کو اس طرف متوجہ کیا جا رہا ہے کہ اسے اپنی کسی طاقت اور صلاحیت پر غرور نہیں کرنا چاہیے۔ جو کوئی طاقت اسے ملی ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، اور جب وہ چاہے واپس لے لیتا ہے۔ ان تغیرات سے اسے یہ سبق سیکھنا چاہیے کہ یہ سارا کارخانہ ایک بڑے علم والے بڑی قدرت والے خدا کا بنایا ہوا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور بالآخر ہر شخص کو اسی کے پاس واپس جانا ہے۔ (آسان ترجمہ قرآن)

الحدیث

معاملات میں دوسروں کے ساتھ نرمی اور رعایت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ کی رحمت اس بندے پر جو بیچنے میں، خریدنے میں اور اپنے حق کا تقاضا کرنے اور وصول کرنے میں نرم اور فراخ دل ہو۔" (بخاری)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ تم سے پہلی کسی امت میں ایک آدمی تھا، جب موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا (اور قبض روح کے بعد وہ اس دنیا سے دوسرے عالم کی طرف منتقل ہو گیا) تو اس سے پوچھا گیا:

"تو نے دنیا میں کوئی نیک عمل کیا تھا؟ (جو تیرے لیے وسیلہ نجات بن سکے)۔"

اس نے عرض کیا: "میرے علم میں میرا کوئی (ایسا) عمل نہیں ہے۔"

اس سے کہا گیا: "(اپنی زندگی پر) نظر ڈال (اور غور کر!)۔"

اس نے پھر عرض کیا: "میرے علم میں (میرا ایسا کوئی عمل اور) کوئی چیز نہیں سوا اس کے کہ میں لوگوں کے ساتھ کاروبار اور خرید و فروخت کا معاملہ کیا کرتا تھا تو میرا رویہ ان کے ساتھ درگزر اور احسان کا ہوتا تھا، میں پیسے والوں اور اصحاب دولت کو بھی مہلت دے دیتا تھا (کہ وہ بعد میں جب چاہیں ادا کر دیں) اور غریبوں مفلسوں کو معاف بھی کر دیتا تھا۔"

تو اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لیے جنت میں داخلہ کا حکم فرما دیا۔ (مسلم)

گلدستہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

فضیلت صحابہ:

جاننا چاہیے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم سب کے سب بزرگ ہیں اور سب کا ذکر احترام سے کرنا چاہیے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) "اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب کو پسند فرمایا اور ان میں سے بعض کو میرے لیے قرابت دار اور مددگار پسند فرمایا، پس جس شخص نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایذاء دی اس کو اللہ نے ایذاء دی" اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے میرے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے"...... اور ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں سے وہ لوگ برے ہیں جو میرے اصحاب پر دلیر ہیں...... اور ان لڑائی جھگڑوں کو جو ان کے درمیان ہوئے نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیے اور تعصب سے دور سمجھنا چاہیے کیونکہ کہ وہ مخالفین تاویل و اجتہاد پر مبنی تھیں نہ کہ ہوا و ہوس پر یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ [از مکتوبات]

ہر بدعت گمراہی ہے:

"گزشتہ لوگوں میں سے بعض نے بدعت میں کچھ حسن دیکھا تو بدعت کی بعض قسموں کو انہوں نے مستحسن قرار دیا، لیکن اس فقیر کو اس مسئلہ میں ان سے اتفاق نہیں، وہ کسی بھی بدعت کو حسنہ نہیں سمجھتا اور اس میں اس کو سوائے ظلمت و کدورت کے کچھ اور محسوس نہیں ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ...... "ہر بدعت گمراہی ہے"

ان کو یہ موٹی بات معلوم نہیں کہ اتمام و کمال و قبولیت کے بعد کسی دین میں کوئی نئی بات ایجاد کی جائے تو اس میں حسن نہیں ہو سکتا...... فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ (حق کے بعد صرف ضلالت کا ہی درجہ رہ جاتا ہے)۔

جب احادیث سے صاف طریقہ پر مفہوم ہوتا ہے کہ ہر بدعت رافع سنت ہوتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہر بدعت، بدعت سیئہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے: "جب بھی کوئی قوم اپنے دین میں کوئی بدعت پیدا کرے گی تو ضرور اللہ تعالیٰ ان سنتوں میں سے جن پر وہ عمل پیرا ہیں، کوئی سنت سلب کر لے گا، پھر قیامت تک وہ ان کو واپس نہ کرے گا۔ ﴿انتخاب: ام ساریہ۔ کراچی﴾

حضور ﷺ کی قرأت کا ذکر

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے کہ الحمد لله رب العلمين پر ٹھہرتے پھر الرحمن الرحیم پر وقف کرتے پھر ملک یوم الدین پڑھتے۔ (شمائل ترمذی)

پیاری سحر

وہ ایک لمحہ

عیدالفطر کا چاند کیا نظر آیا گویا کسی نے جادو کی چھڑی گھما دی ہو۔ فضا میں اچانک ایک مسرت آمیز ہلچل اور تموج پیدا ہو گیا تھا۔ ایک دبا دبا سا جوش و ولولہ ہر چہرے پر صاف محسوس ہوتا تھا۔ انسان تو انسان در و دیوار سے بھی خوشیاں پھوٹتی محسوس ہو رہی تھیں۔ کچھ چہروں پر عجیب رم جھم کی سی کیفیت تھی، ایک طرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے انعام پر خوشی کی چمک تھی تو اس کے ساتھ رمضان کی جدائی کا حزن بھی جھلک رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ زندگی کی رفتار یکدم تیز ہو گئی ہے جب ہی ہر شخص گویا ہوا میں اڑتا جا رہا تھا۔ ہم بھی تیز تیز قدم اٹھاتے، راہ چلتے لوگوں کے چہرے پڑھتے ایک مارکیٹ جا پہنچے۔ جیسا کہ اندازہ تھا، بے پناہ رش تھا۔ بلا مبالغہ کھوے سے کھوا چھلک رہا تھا۔ ہم جلدی جلدی کام نمٹا رہے تھے کہ اچانک سیل فون بج اٹھا۔ گھر سے کال آئی ہوگی، یہی سوچتے ہوئے موبائل نکالا تو اسکرین دیکھ کر چونک اٹھے۔ اسکرین پر محترم اشتیاق احمد صاحب کا نام جگمگا رہا تھا۔ حیرت ہوئی کیوں کہ یوں تو خواتین کا اسلام اور بچوں کا اسلام دونوں ایک ہی باغیچے کے دو پھول ہیں اور اسی وجہ سے ایک دوسرے سے قلبی تعلق تو ہے ہی، لیکن عموماً محترم اشتیاق احمد صاحب مدظلہ سے سال چھ مہینے میں ہی بات ہو پاتی ہے۔ خیر اُس وقت تو ہم نے لائن کاٹ دی کہ کان پھاڑ شور کی وجہ سے بات ہونا ناممکن تھا۔ انہیں پیغام بھیجا کہ تھوڑی دیر بعد فون کرتے ہیں۔ پھر جلدی جلدی ضروری شاپنگ نمٹا کر باہر نکلے اور ایک گوشۂ عافیت ڈھونڈ کر چچا محترم کو فون کرنے ہی لگے تھے کہ دوبارہ ان کا فون آ گیا۔

ہم نے فون ریسیو کیا۔ اُدھر سے حضرت کی باریک مگر توجوانوں جیسی زوردار آواز آئی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ہم سلام کا جواب دے کر کچھ کہنا ہی چاہتے تھے کہ انہوں نے فوراً ہی چاند مبارک اور عید مبارک کہا۔ ہم نے جواب میں خیر مبارک کہا اور عرض کیا:

''جی حضرت کیسے یاد فرمایا!؟''

جواب میں چچا محترم نے یہ کہہ کر ہمیں حیران کر دیا کہ بس آپ کو مبارک باد دینی تھی، پھر انہوں نے حال احوال پوچھ کر فون بند کر دیا۔ ہم کافی دیر وہیں کھڑے اس بات کا لطف لیتے رہے۔ سچی بات تھی کہ ان کی یہ بات سن کر ہمیں بے حد خوشی ہوئی تھی، کیوں کہ آج کل محض مبارک باد دینے کے لیے بھلا کون فون کرتا ہے؟ کسی کی خوشی پر خوشی کا اظہار کرنا ہو یا غمی پر پرسہ دینا سب کچھ محض رسمی سا ہو کر رہ گیا ہے۔ اور جب سے یہ غارت گر موبائل زندگی کا لازمہ بنا ہے، یہ رسم پوری کرنا اور آسان ہو گیا ہے۔ کسی خاص موقع پر ایک پیغام لکھا بلکہ لکھنے کی بھی کیا ضرورت، کہیں سے رسمی ایس ایم ایس آیا، نیچے اپنے نام کا اضافہ کیا اور ایک کلک پر سب کو بھیج دیا!

بہرحال ہم جو معمولی باتوں پر بہت اداس ہو جاتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتیں ہی ہمیں دلوں تک آسودہ بھی رکھتی ہیں، محترم اشتیاق صاحب کی اس پرخلوص مبارکباد پر کافی دیر تک خوش ہوتے رہے۔ اس خوشی کی وجہ صرف یہ مبارک باد ہی نہیں تھی بلکہ بات کچھ اور گہری تھی۔

بات یہ تھی کہ محترم اشتیاق احمد صاحب کے بارے میں کچھ لوگوں نے نہ معلوم کب اور کیسے یہ تاثر لے لیا کہ آپ بہت سخت مزاج ہیں۔ کبھی کسی کو آپ کی مشہور و معروف 'دو باتیں' مروت سے خالی نظر آتی ہیں تو کبھی کسی کو بچوں کا اسلام کے خطوط کے نیچے دیے گئے آپ کے جوابات میں 'سختی' کی بو آتی ہے۔ بے شک ایسے لوگ بہت کم ہوں گے لیکن ہیں ضرور! خود ہمیں کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ اشتیاق احمد صاحب ذرا روکھے مزاج کے ہیں، ان سے کوئی بغیر اجازت ملنے چلے جائے تو ذرا مروت سے کام نہیں لیتے، یہ تو چاہنے والوں کے ساتھ مناسب رویہ نہیں۔ ہمیں اعتراف ہے کہ ہم بھی اس بات سے کچھ متاثر ہو چلے تھے، لیکن وہ ایک لمحہ جب محترم اشتیاق صاحب نے صرف عید کی مبارک باد کے لیے فون کیا اور پھر وہ لمحہ جب حضرت نے ایک گھریلو پریشانی پر فون کر کے حال احوال لیا اور دعا دی، ان لمحات نے جو کچھ منفی تاثر تھا تو وہ بھی دھو دیا۔ ہمیں احساس ہوا کہ کسی بھی شخصیت کے بارے میں کسی ایک سرسری ملاقات سے، چند تحریروں سے اور کسی کے کہنے سے کوئی تاثر قائم کرنے میں جلدی نہیں کرنی چاہیے بلکہ ہمیشہ مثبت پہلو سوچنا چاہیے، کیوں کہ ہر بات کے مختلف پہلو ہوتے ہیں اور ایک مخصوص پس منظر ہوتا ہے۔ ایک عام مسلمان بھی جب اس بات کا مستحق ہے کہ اس کی کسی بات پر فوراً بدگمان ہونے کی بجائے اس کی طرف سے خود عذر تراشے جائیں، کوئی مثبت پہلو سوچ کر خوش گمانی اختیار کی جائے تو پھر وہ شخصیات جن کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت و مقبولیت سے نوازا ہو، اور وہ دینی کاموں میں بے انتہا مصروف بھی ہوں تو کچھ 'سختی' (اگر وہ واقعی سختی ہو بھی) کو ان کی مجبوری سمجھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اجتماعی کام اصل اور اہم ہوتا ہے اور اس میں حرج ڈالنے والے عناصر کو کبھی کبھار مجبوراً سختی سے جواب دینا ہی پڑتا ہے۔

بہرحال اس بار درویش کی صدا یہی ہے کہ اپنی ذات سے ہمیشہ بدگمان رہنا اور دوسروں کے لیے ہمیشہ خوش گمان رہنا ہی صائب راستہ ہے۔

انجمؔ عباسی

کوچۂ دلدار

جلوے رخشندہ جہاں احمدِ مختار ﷺ کے ہیں
ہم تو دیوانے اُسی شہرِ ضیاء بار کے ہیں

گلشنِ دہر ہے کیا باغِ اِرم کیا شئے ہے؟
کچھ مناظر ہی الگ کوچۂ دلدار کے ہیں

ضبط کی تاب نہیں، طاقتِ گفتار نہیں
زخم رسوا سرِ محفل، ترے ﷺ بیمار کے ہیں

دل کے یوں داغ فروزاں ہوں کہ دنیا کہہ دے
یہ تو سودائی فقط احمدِ مختار ﷺ کے ہیں

دیکھنے والو! با حیرت نہ انہیں تم دیکھو
داغ دامن پہ میرے دیدۂ خونبار کے ہیں

حوضِ کوثر سے غرض ہم کو نہیں ہے انجمؔ
ہم طلبگار فقط شربتِ دیدار ﷺ کے ہیں

مدیر اعلیٰ: مفتی فیصل احمد
مدیر: انجینئر مولانا محمد افضل
''خواتین کا اسلام'' دفتر روزنامہ اسلام ناظم آباد 4 کراچی فون: 021 36609983
خواتین کا اسلام انٹرنیٹ پر www.dailyislam.pk سالانہ زرِتعاون اندرونِ ملک: 600 روپے، بیرونِ ملک: 3700 روپے

گمراہ

اہلیہ راشد اقبال

مہتاب علی سونے کے لیے لیٹے تا کہ آنے والی خوب صورت گل رنگ زندگی کے خواب جلد از جلد دیکھ سکیں مگر ان کے علم میں نہ تھا کہ اب انہیں کبھی بھی اٹھنا نصیب نہ ہوگا۔ انہیں کیا پتا تھا کہ جس گل نایاب کو ماں نے اس کے لیے پسند کیا تھا، وہ ان کی زندگی کا چراغ ہی گل کر دے گی۔ وہ اپنی امی اور بہنوں سے بات کر کے انتہائی خوش گوار ماحول میں سوئے اور سوتے ہی رہ گئے، رات کا نجانے کون سا پہر تھا، دھڑ سے دروازہ کھلا اور گولیوں کی تڑتڑ کے علاوہ کچھ بھی سنائی نہ دیا۔

مہتاب علی، ان کی بہنیں، ان کی ماں...... ظالموں نے پورا خاندان ہی اجاڑ دیا۔ نجانے کون لوگ تھے؟

☆

"ہمارے بھی کچھ خواب ہیں، ہمارے بھی کچھ احساسات ہیں، ہمارے بھی کچھ جذبات ہیں یا ہم بے جان پتھر ہیں۔ ہر جذبات، ہر احساسات سے عاری! کوئی حیثیت، کوئی رتبہ، کوئی مقام نہیں، ابنِ آدم کی روایات کی بھینٹ چڑھنا ہی ہمارا مقدر ہے۔ کبھی ماں بن کر اپنی قربانی دو، کبھی بہن بن کر بھائی کی خوشی کے لیے قربانی، کبھی بیٹی بن کر باپ کی عزت کے لیے قربانی، کبھی بیوی بن کر اپنے جذبات کی قربانی۔ کیا عورت صرف قربانی دینے کے لیے پیدا کی گئی ہے؟"

دکھ اور کرب سے آنسو گل نایاب کے تکیے کو بھگوتے چلے گئے۔ گھٹ گھٹ کر وہ آنسو پیتی رہی۔ ہلکی سی سسکی نکلی تو اس نے دوپٹے کا گولہ بنا کر منہ میں ٹھونس دیا کہ مبادا کسی کو خبر نہ ہو جائے۔ اس نے سوچا کہ جب قسمت سو جائے تو راتوں کو یونہی رو رو جاگنا مقدر ہو جاتا ہے۔

☆

"اے گل! اِدھر دیکھ کیا رات نیند نہیں آئی؟" ماں کی آواز گل کے کانوں سے ٹکرائی۔

"نہیں اماں سوئی تھی۔" گل نے ماں سے آنکھیں ملائے بغیر کہا۔

"مگر آنکھوں کے گلابی ڈورے تو تیری بات کی نفی کرتے ہیں۔" اماں اس کا بغور جائزہ لیتے ہوئے بولیں۔

"او ہو اماں آنکھ میں ریت چلی گئی تھی، لگتا ہے کوئی کنکر رہ گیا ہے۔" وہ بلاوجہ ہی ہاتھوں سے آنکھیں مسلنے لگی۔

"اے گل...... تیرا گل رنگ پھیکا پھیکا پڑ گیا ہے، جب سے تو نے شاہ نواب سے اپنے رشتے کا سنا ہے۔" اماں اس کے سر سے پھسلتی چادر کو دوبارہ اوڑھاتے ہوئے کہنے لگیں۔ وہ ماں تھیں، بیٹی کے اضطراب سے کیسے بے خبر رہ سکتی تھیں۔

"اماں!...... اماں......!" الفاظ اس کے حلق میں پھنس سے گئے۔ اور آنکھوں میں نمی اتر آئی۔

"ہمارے یہاں عورت کوئی خواب نہیں دیکھا کرتی بیٹا، کھانا پینا وقت پر مل جائے تو صد شکر ہے اس رب کا۔" اماں نے مسہری پر رکھا سویٹر بننے کے لیے اٹھا لیا۔

"مگر اماں! شاہ نواب...... وہ تو باوا سے بھی بڑا ہے۔" دل کی بات زبان تک آ گئی۔

"ہاں تو کیا ہوا؟" اماں بغیر کسی ملال کے بولیں۔" مرد کی عمر نہیں، کاروبار دیکھا جاتا ہے، راج کرے گی تو گل، شاہ نواب تجھے بالکل گلوں کی سیج پر رکھے گا۔ بڑا ہی پیسہ ہے اس کے پاس اور سب سے بڑھ کر اپنی برادری کا ہے، تیری عمر کا کوئی نہیں اپنی برادری میں۔"

"پر اماں...... میرا دل نہیں کرتا اس سے بیاہ کرنے کو۔" گل نایاب تمام تر ہمت جمع کر کے بولی۔

"او بے غیرتاں چپ...... چپ کر جا۔" اماں کا گلابی چہرہ مزید سرخ ہو گیا۔ اماں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے چپ رہنے کو کہا۔

"تیرے باوا نے سن لیا تو تیری ہڈیوں کا سرمہ بنا کر ہماری آنکھوں میں لگا دے گا۔ ایسی بات زبان پر دوبارہ نہ لانا، ورنہ تیرے ساتھ ساتھ ہم سب پر مصیبت آ جائے گی۔"

"پر اماں کوئی تو توڑے گا ان روایات کو، کوئی تو ہو جو سمجھائے کہ یہ ظلم ہے زیادتی ہے، ہم عورتوں کو کیا گائے بکری سمجھ لیا ہے یا شاید اس سے بھی بدتر۔" وہ مسہری کے کنارے آ بیٹھی۔

"تم نے بھی رو رو کر پوری جوانی گزار دی۔ ان روایات کی بھینٹ چڑھ کر کہ برادری سے باہر شادی نہیں کرنی۔ چاہے برادری میں کوئی جوڑ نہ ہو۔ لولا لنگڑا ہو، بوڑھا ہی کیوں نہ ہو، ہمارے نانا نے آپ کی شادی ان سے کر دی جن کا آپ سے کوئی میل نہیں تھا، بابا نشہ کرتے تھے اور آپ سے عمر میں کتنے بڑے تھے، مگر...... اور اب مجھے بھی ایسے ہی تختے پر لٹکایا جا رہا ہے۔ شاہ نواب تو بابا سے بھی بڑا ہے، اس کی پوتی میری سکھی ہے، اس کے منہ میں دانت ہیں نہ پیٹ میں آنت اور چلا ہے میرا رشتہ مانگنے...... ہائے کتنی شرم آئے گی مجھے سکھیوں سے......" گل نایاب اپنے ہاتھ ملتے ہوئے بولی۔

"اری چپ کر جا، چپ کر جا...... تڑتڑ بولے چلی جا رہی ہے...... یہ پڑھے لکھوں والی بات تو نے کہاں سے جان لی، اگر جان لی ہے تو اپنی زبان بند رکھ، وگرنہ جان سے جائے گی میری بچی! مہتاب علی کا انجام بھول گئی۔ وہ اپنی برادری سے باہر تھا، اس کی ماں نے اپنے بیٹے سے تیرے بیاہ کی صرف خواہش ظاہر کی تھی تو پورا علاقہ جانتا ہے کہ راتوں رات وہ سب کیونکر موت کے منہ چلے گئے۔ دیکھ عورت پاؤں کی جوتی ہے، ایسے خواب دیکھنا چھوڑ دے جس کی تعبیر نہیں۔ اب شاہ نواب ہی تیری قسمت ہے، اگر تو نے چوں چرا کی تو راتوں رات ہی کوئی الزام تجھ پر تھوپ کر تجھے زندہ درگور کر دیا جائے گا، تُو تو خوش قسمت ہے کہ بوڑھا ہی سہی، کسی کے نکاح میں تو جا رہی ہے، تیرے چچا کی لڑکی رخسار بانو تو یونہی باپ کی دہلیز پر بوڑھی ہو گئی، برادری سے باہر شادی ہماری روایت میں گناہ ہے گناہ۔ غیروں کو اپنی لڑکی دینا ...... توبہ کرو، در و دیوار لرز اٹھیں گے، بس چپ کر اب، وگرنہ کسی نے سن لیا تو قیامت آ جائے گی۔"

☆

شاہ نواب کو اپنے ہم سفر کے روپ میں دیکھ کر گل نایاب کے لیے زندگی کا سفر دشوار ہو گیا۔ شاہ نواب کی گل نایاب کے لیے عنایتیں گل نایاب کے لیے ایک ڈھکوسلہ تھیں۔ اس کے جذبات، احساسات سب روایات کی بھینٹ چڑھا دیے گئے۔ شاہ نواب کی پہلی بیوی کے مرتے ہی وہ نئی شادی کے لیے پر تولنے لگا۔ وہ اپنے بالوں کو کالا کر رہا تھا، گل نایاب کو ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کا دل بھی کالا ہو گیا ہے۔

عورت کی شادی کرتے ہوئے بعض خاندانوں میں برادری برادری کی رٹ لگائی جاتی ہے جو نہ جانے مردوں کی شادی کے وقت کہاں چلی جاتی ہے۔ لوگ بھول کیوں جاتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی اور اپنی بیٹیوں کی شادیاں برادری میں بھی کیں اور برادری سے باہر بھی۔ جو مقام عورت کو اسلام نے دیا، اس میں ردو بدل کر کے حد سے آگے کیوں بڑھ جاتے ہیں، کچھ مہربان ایسے ہیں جنہوں نے عورت کو آزادی پہ اکسایا تو حیا کی چار دیواری سے باہر نکال کر ننگے سر کھڑا کر دیا اور کچھ مہرباں ایسے، جنہوں نے عورت کو غلامی کی زنجیر پہنائی تو اپنی خواہشوں کے پاؤں تلے بنت حوا کے جذبات اور عظمت ہی کو روند ڈالا۔ ایسے لوگ بھول کیوں جاتے ہیں کہ حدود سے باہر نکلنے والا گمراہ ہے!!

نوٹ: Peri کی پراڈکٹس ہر ہومیو، جنرل، اور میڈیکل سٹورز پر دستیاب ہیں۔ برائے معلومات 0345/0321-6680699, 0300-4325915

لاہور ایس ایس لنکرز ہومیو سٹور 22 علامہ اقبال روڈ فون نمبر: 042-36314149,36369261 گوجرانوالہ پاک دواخانہ امیر ہومیو، اور ہیڈ برج سیالکوٹ روڈ
گجرات علی ہومیو سٹور چوک نواب سیالکوٹ گنڈک ٹو ہومیو، ریلوے روڈ جہلم پنجاب ہومیو، میاں ہومیو، ہمدرد دواخانہ رام دین بازار راولپنڈی سپر ہومیو، جاوید ہومیو بوہڑ بازار
منگورہ سوات کریم فارمیسی ائیر پورٹ روڈ پشاور الشفاء ہومیو سٹور، سکندر پورہ کوہاٹ محمدی ہومیو سٹور کوچہ غلام مصطفیٰ مین بازار۔ اٹک ظہیر ہومیو سٹور، ریلوے گراؤنڈ۔
ڈیرہ اسماعیل خان بلاول، نواز، تحسین ہومیو سٹور، بالمقابل حق نواز پارک فیصل آباد پنجاب، فیصل، پاک، عبداللہ ہومیو سٹور، چنیوٹ بازار۔ ملتان سپر الشافی ہومیو گھنٹہ گھر کچہری روڈ
بہاولپور سٹی، فیصل ہومیو سٹور، احمد پوری گیٹ بہاولنگر عادل جنرل سٹور تحصیل بازار، زیشان ہومیو بلدیہ روڈ رحیم یار خان طاہر، پاکستان، سومرو ہومیو سٹور، بانو بازار سکھر گیلانی ہومیو سٹور، واحد مارکیٹ تھلہ۔ حیدرآباد جرمن ہومیو سٹور، لجپت روڈ کراچی 0312-2810777 خواجہ میڈیکل سٹور، ایمپرس مارکیٹ صدر۔ مانسہرہ الیاس پنسار سٹور، ظفر روڈ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی توہین کا انجام

افادات: جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جنگ جمل کے موقع پر اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اونٹ پر سوار تھیں، اونٹ کا رنگ سفید تھا...... سفید رنگ حسن والا ہوتا ہے۔ اونٹ 'مہرہ' نسل کا تھا۔ اس کا نام 'عسکر' تھا۔ یمن کے گورنر 'یعلیٰ بن امیہ' نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں یہ اونٹ اور کئی ہزار اشرفیاں بھیجی تھیں۔ سبائیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں کھڑے ہو کر اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر پر تیر برسائے اور اُدھر سے اس طرف چلے۔ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارد گرد 'بنو ضبہ' کے لوگ تھے جو حارث بن زبیر الازدی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر پڑھ رہے تھے کہ:

يَا أُمَّنَا يَا خَيرَ أمّ نَعلَم! (اے ہماری اماں، اے ہماری دانست میں ہماری معلومات کے مطابق سب سے بہتر ماں!)

مَا تَرَينَ كَم شَجَاعٍ يُكلَم (کیا آپ نہیں دیکھتیں کہ کتنے بہادر زخمی ہو گئے ہیں)

وَ تَجتَلِى هَامَتَه وَالمِعصَم (اور آپ ان کی کھوپڑیاں اور کلائیاں (کٹی ہوئی) دیکھتی ہیں)

انہوں نے اماں جان کے ارد گرد اپنی لاشوں کے ڈھیر لگا دیے۔ اماں کے ارد گرد بنو ضبہ کی ستر لاشیں تھیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ایک سبائی خبیث تھا، اس کا نام حَعین بن ضُبیع الجاشعی' تھا۔ اس نے اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہودج کا پردہ اٹھا کر اندر جھانکا...... (استغفر اللہ)

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: "اِلَيكَ! لَعَنَكَ اللّٰهُ"...... تجھ پر اللہ کی لعنت ہو باز آجا (ہٹ جا)

پھر بھی باز نہ آیا اور بھونکنے لگا: "سنا تھا کہ نبی کی گھر والی بڑی گوری چٹی ہے آج بھی ویسی ہی نظر آرہی ہے۔"

اس خبیث نے پھر جھانکا اور بکواس کی: مَا اَرَى اِلّا حُمَيرَاء...... بڑی گوری چٹی کو دیکھا۔

اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے یہ جملے نکلے: "هَتَكَ اللّٰهُ سِترَكَ، وَقَطَعَ يَدَكَ، وَبدٰى عَورَتَكَ" اللہ تیرا پردہ چاک کرے، تیرے ہاتھ کٹ جائیں، اور اللہ تجھے ننگا کر کے پھینک دے۔

دو دن بعد یا تیسرے دن بصرہ والوں نے دیکھا کہ اس بدبخت کٹے کے ہاتھ کٹے ہوئے تھے اور ننگی لاش پڑی ہوئی تھی۔ (البدایہ والنہایہ، جلد: ۷، صفحہ: ۵۴۲)

سن لو! سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بے حرمتی کرنے والوں کو اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا، نقد بدلہ اللہ نے چکا دیا، میرا عقیدہ ہے کہ جو سبّ صحابہ کرے گا، مرنے کے بعد اس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں رہے گا اور قبر میں شکل خنزیر کی ہو جائے گی۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین کرنے والے ایک بدبخت کے انجام کی تفصیل لکھتے ہیں:

ابن منیر گورنر حلب جب مر گیا تو حلب کے نوجوانوں نے اس کے متعلق ایک فیصلہ کیا کہ اس کی قبر کو اکھیڑو اور لاش کا حلیہ دیکھو کہ کیا ہوا ہے؟ کیوں کہ ہم نے یہ عقیدہ اپنے علماء سے سنا ہوا ہے کہ جو شخص ابوبکر و عمر اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دیتا ہے، اللہ تعالیٰ قبر میں اس کی شکل خنزیر کی بنا دیتے ہیں (العیاذ باللہ)۔ ابن منیر ان دونوں بزرگوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ وہ اس کی قبر کے پاس آئے، انہوں نے قبر اکھیڑی، دیکھا تو اس کی شکل خنزیر کی بنی ہوئی تھی اور منہ قبلہ سے مڑا ہوا تھا۔ انہوں نے اس کو باہر نکالا اور قبر کے کنارے پر اس کو لٹکا دیا۔ تین دن لٹکا رہا۔ لوگ آتے اور دیکھتے کہ ابن منیر کی شکل خنزیر کی سی ہو گئی ہے۔ جب نمائش ہو گئی تو پھر اس کی لاش کو جلایا اور خاک قبر میں ڈال دی۔ **استغفر الله العظيم من كل ذنب و من هذا الذنب الاكبر.**

(الزواجر عن اختلاف الکبائر، علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، حصہ دوم۔ صفحہ: 220)

درد کا درماں

ریحانہ تبسم فاضلی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

❖ باجی کیا آپ ہمیں کچھ ایسا مکمل معمول بتا سکتی ہیں کہ ایک پورا دن کیسے گزارا جائے مثلاً کیا روٹین ہونی چاہیے ایک عورت کی دن بھر میں وظیفوں کے حوالے سے پوچھ رہی ہوں۔ اور کیا آپ ایک چارٹ بتا سکتی ہیں اپنے آپ کو فٹ اور اسمارٹ رکھنے کی۔ مثلاً ہمیں مختلف ٹوٹکے استعمال کرنے کی بجائے ایک ہی طریقہ کرنا پڑے۔ چہرے کی خوب صورتی کے لیے، لمبے گھنے بالوں کے لیے، دبلے جسم کے لیے وغیرہ وغیرہ پلیز باجی۔ (ل۔ کراچی)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بی بی ل صاحبہ! میں مندرجہ ذیل سطور میں تمہیں ایک مومنہ کے دن بھر کے معمولات تحریر کر رہی ہوں:

1: پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ اپنی نمازوں کے اوقات کا خیال کر کے خشوع و خضوع سے نمازیں ادا کریں۔

2: قرآن مجید پڑھنا واجب ہے۔ روزانہ قرآن مجید ایک پارہ تلاوت کریں۔ اگر ایک ساتھ پڑھنے کا موقع نہ ملے تو آدھا صبح اور آدھا شام پڑھ لیا کریں۔ اس طرح معذوری کے ایام لگا کر آپ بتیس یا چالیس دن میں قرآن پورا کرلیں گی۔ ان شاء اللہ

3: فجر کی نماز کے بعد ایک تسبیح سبحان اللہ وبحمدہ سبحان العظیم وبحمدہ استغفر اللہ کی ایک تسبیح پڑھیں اور اکتالیس مرتبہ سورۃ الفاتحہ اول و آخر گیارہ مرتبہ درود شریف کے ساتھ پڑھیں۔

4: صبح و شام تین تسبیحات ضرور پڑھیں۔ ایک تسبیح درود شریف کی۔ ایک تسبیح تیسرے کلمے کی اور ایک تسبیح استغفار کی۔ اگر بیٹھ کر پڑھنے کا ٹائم نہ ملے تو کام کاج کرتے ہوئے بھی پڑھ سکتی ہیں۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ کسی دن ہر تسبیح کو پڑھتے وقت ٹائم نوٹ کرلیں۔ پھر ٹائم دیکھ کر کام کاج کرتے ہوئے پڑھتی رہیں۔

5: شرک، بدعات، غیبت، جھوٹ، بے حیائی اور اسی طرح کے تمام برے کاموں سے پرہیز کریں۔

6: عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت پر اپنے شب و روز گزاریں۔

7: اپنے گھر کے کام خود کریں۔ سستی اور کاہلی آپ سے دور بھاگے گی۔

8: اگر آپ دبلی ہیں تو دو کیلے کھا کر ایک کپ دودھ کا پی لیں دبلا پن ختم ہو جائے گا۔ یا ایک کھیرا اور دو کھجور روزانہ کھا لیں۔

9: اگر آپ موٹی ہیں تو دو ٹائم گھر پونچھا لگائیں۔ گھر کے سارے کام بھاگ دوڑ کر کریں۔

10: ذکر الٰہی اور درود شریف کی کثرت سے چہرہ خود بخود پر نور ہو جاتا ہے۔ ٹی وی جیسی لعنت سے اپنے آپ کو محفوظ کرلیں۔

11: اپنے بالوں میں اصلی ناریل کا تیل یا زیتون کا تیل استعمال کریں۔ ہفتے میں تین مرتبہ سر کی مالش ضرور کریں اور سورۃ الیل ایک مرتبہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے اپنے بالوں پر پھیریں۔ کوئی اچھا ہربل شیمپو استعمال کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے، آمین۔

حساب کی سختیوں سے بچنے کا طریقہ:

سوال: لوگوں میں ایک بات مشہور ہے کہ رمضان المبارک میں جو نیا لباس پہنا جائے، اس کا حساب نہیں ہوتا، کیا یہ بات درست ہے؟ حساب سے بچنے کا کیا طریقہ ہے؟ (خدیجہ ارشاد۔ٹوبہ ٹیک سنگھ)

جواب: یہ بات درست نہیں، حساب کی سختیوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ رزقِ حلال کا اہتمام کیا جائے۔خرچ کے معاملے میں اسراف وتبذیر سے بچتے ہوئے میانہ راستہ اختیار کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق استعمال کی جائیں۔شکرِ نعمت کا اہتمام کیا جائے اور یہ دعا کثرت سے کی جائے۔اللّٰھم حاسبنی حساباً یسیراً.

روزِ قیامت کس نام سے پکارا جائے گا؟

سوال: یہ بھی مشہور ہے کہ روزِ قیامت ہر شخص کو اس کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا۔کیا یہ درست ہے؟ (ایضاً)

جواب: یہ بات بھی درست نہیں۔صحیح حدیث کے مطابق ہر شخص کو والد کی نسبت سے پکارا جائے گا۔

نام کے ساتھ باپ یا شوہر کے نام کا اضافہ:

سوال: عام دستور ہے کہ غیر شادی شدہ لڑکی کے نام کے ساتھ باپ کا نام لگایا جاتا ہے اور شادی کے بعد شوہر کا، لیکن بعض لوگ شادی کے بعد بھی شوہر کی بجائے باپ کا نام ہی لگاتے ہیں، ایسا کرنا گناہ تو نہیں؟ از روئے شرع کس کا نام لگانا چاہیے؟ (خدیجہ ارشاد۔ٹوبہ ٹیک سنگھ)

جواب: لڑکی کے نام کے ساتھ باپ کا نام لگایا جائے یا شوہر کا نام لگایا جائے، دونوں میں کوئی فرق نہیں۔لیکن نام لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اکیلا نام ہی کافی ہے۔

زچہ خانہ میں خاوند کا جانا:

سوال: آج کل بڑے ہسپتالوں میں یہ ہوتا ہے کہ کوئی عورت زچگی کے لیے جاتی ہے تو خاص کمرے (لیبر روم) میں خاوند کو بھی ساتھ جانے کی اجازت ہوتی ہے۔سارا کام لیڈی ڈاکٹر کرتی ہے۔خاوند ویسے ہی موجود رہتا ہے۔کیا یہ طریقہ جائز ہے؟ (ب۔ث۔کراچی)

جواب: عام حالات میں خاوند کی ضرورت نہیں ہوتی، یہ حیا کے خلاف ہے، اس سے اجتناب کرنا چاہیے، ہاں کسی ایمرجنسی کی صورت میں اگر خاوند کی موجودگی ضروری ہو تو جاسکتا ہے اور ضروری ہے کہ لیڈی ڈاکٹر اس سے پردہ کرے، بلاضرورت گفتگو نہ کریں۔

ٹیپ شدہ تلاوت سننے پر سجدہ تلاوت کا حکم:

سوال: کیا ٹیپ شدہ آیتِ سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوجاتا ہے؟ (ایضاً)

جواب: واجب نہیں ہوتا۔

دورانِ نماز ہاتھ دوپٹے میں چھپا کر رکھیں:

سوال: کیا خواتین کے لیے ضروری ہے کہ دورانِ نماز اپنے ہاتھ چادر یا دوپٹے میں چھپا کر رکھیں؟ (ایضاً)

جواب: خواتین کو دورانِ نماز اپنے ہاتھ چادر یا دوپٹے میں چھپا کر رکھنے چاہئیں، لیکن باہر نکالنے سے بھی نماز میں خلل نہیں آئے گا، بشرطیکہ صرف ہتھیلی یا اس کی پشت ظاہر ہو، کلائی ڈھکی ہو، اگر کلائی کا چوتھائی حصہ کھل گیا اور تین تسبیح کی مقدار کھلا رہا تو نماز فاسد ہوگی، بہرحال احتیاط اسی میں ہے کہ ہاتھ باہر نہ نکالے۔

دودھ پینے سے نکاح نہیں ٹوٹتا:

سوال: خاوند اگر بیوی کا دودھ پی لے تو نکاح کے متعلق کیا حکم ہے؟ (ایضاً)

جواب: دودھ پینا حرام ہے، اس کا گناہ ہوگا۔باقی نکاح برقرار ہے۔

زکوٰۃ کا حساب:

سوال: میں نے 2000ء سے اب تک زکوٰۃ نہیں دی۔ مجھے حساب کرکے بتادیجیے کہ 2000ء سے اب تک ساڑھے سات تولہ سونے کی زکوٰۃ کتنی بنتی ہے؟ یہ بھی بتائیے کہ یہ پوری زکوٰۃ یک مشت ادا کرنا ضروری ہے یا تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کرسکتی ہوں؟ (اہلیہ محمد اسلم۔ملتان)

جواب: یہاں چند باتوں کی وضاحت ضروری ہے۔ پہلی یہ کہ زکوٰۃ اور دیگر تمام شرعی احکام میں شمسی سال اور شمسی مہینوں کا اعتبار نہیں ہوتا، قمری سال وماہ معتبر ہوتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ سونے کے علاوہ چاندی، مالِ تجارت اور نقدی بھی اموالِ زکوٰۃ میں شامل ہیں۔لہٰذا سونے کے ساتھ ان اشیاء میں سے بھی اگر کوئی چیز خواہ کسی بھی مقدار میں آپ کی ملک میں رہی تو سونے کے ساتھ اسے بھی شامل کیجیے۔تیسری یہ کہ آپ جس انگریزی تاریخ کو صاحبِ نصاب بنی تھیں، پرانی ڈائری دیکھ کر یا کسی بھی ذریعے سے معلوم کیجیے کہ اس دن اسلامی تاریخ کیا تھی؟ پھر یہ معلوم کرنے کی کوشش کیجیے کہ سال کے بعد جب یہ تاریخ دوبارہ آئی تو اس وقت سونے اور دیگر اموالِ زکوٰۃ کا نرخ کیا تھا؟ اس نرخ سے جو رقم بنے اس رقم کا اڑھائی فیصد ادا کیجیے۔ یہ پہلے سال کی زکوٰۃ ہوئی، پھر معلوم کیجیے کہ دو سال پورے ہونے پر اموالِ زکوٰۃ کا نرخ کیا تھا؟ اس نرخ سے مجموعی رقم کا اڑھائی فیصد ادا کیجیے۔لیکن پہلے سال کی زکوٰۃ منہا کرکے (مثلاً پہلے سال پانچ ہزار روپے زکوٰۃ ادا کی تو اب دوسرے سال کی رقم سے یہ پانچ ہزار منہا کرلیجیے) یہ دوسرے سال کی زکوٰۃ ہوئی۔اس کے بعد معلوم کیجیے کہ تین سال گزرنے پر سونے وغیرہ کا نرخ کیا تھا؟ اس حساب سے اڑھائی فیصد ادا کیجیے لیکن گزشتہ دو سالوں کی رقم زکوٰۃ منہا کرکے، پھر چوتھے سال کی زکوٰۃ دیجیے، لیکن گزشتہ تین سالوں کی زکوٰۃ منہا کرکے۔اسی طرح آخری سال تک حساب کرتے جائیے۔اس سے ان شاء اللہ آپ بری الذمہ ہوجائیں گے، مگر احتیاط اس میں ہے کہ گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ سونے کے موجودہ نرخ کے حساب سے ادا کی جائے، ہر آنے والے سال گزشتہ سال ادا کی ہوئی زکوٰۃ کی مقدار مذکورہ بالا طریقہ پر منہا کرتی جائیں۔ مالی وسعت ہو تو اسی قول پر عمل کرنا چاہیے، ورنہ پہلے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے۔فرض کی ادائیگی میں جو اس قدر تاخیر کی، اس پر توبہ واستغفار کیجیے۔تمام سالوں کی رقم یک مشت ادا کرسکیں تو بہتر ہے ورنہ تھوڑی تھوڑی کرکے ادا کیجیے۔

مقصدِ زندگی

د۔ن۔ کراچی

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے حد احسان ہے مجھ پر کہ ایسے پیارے والدین سے نوازا جو اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر انتہائی محبت اور خلوص سے عمل پیرا ہیں اور ہم تین بھائی بہنوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ زندگی کے ہر موڑ پر والدین نے قرآن وسنت کی روشنی میں ہماری رہنمائی فرمائی، انہی میں سے میری زندگی کا ایک نہایت اہم معاملہ کس طرح میری امی نے سلجھایا اور میری رہنمائی فرمائی اور یوں گویا میری زندگی خراب ہونے سے بچ گئی، وہ کچھ یوں ہے:

میں نے مدرسے سے تین سالہ فہم دین کا کورس کیا ہی تھا کہ اماں جان کو میرے نکاح کی فکر لگ گئی لیکن الحمدللہ یہ فکر زیادہ طویل نہ ہونے پائی اور ایک بہت ہی نیک اور شریف خاندان سے میرا رشتہ آ گیا۔ گھرانہ بہت بااخلاق اور شریف تو تھا لیکن دین کی زیادہ سمجھ نہ تھی۔ بس میری ہونے والی ایک نند ثانیہ جو میری ہم عمر بھی تھی، اس نے میرے ساتھ ہی عالمہ کا کورس کیا تھا، وہی دین پر پوری طرح عمل کرنے والی تھی، باقی گھرانہ بس دین و دنیا کے درمیان ہی تھا۔ گھرانے کی خواتین باہر نکلتے ہوئے برقع یا چادر تو لے لیتے مگر شرعی پردہ نہیں تھا...... بہرحال میری اماں جان نے میری ہونے والی ساس صاحبہ سے شرعی پردے کی بات کی تو انہوں نے اجازت تو دے دی لیکن کہنے لگیں:

"یہ نہ ہو کہ میری بیٹیاں داماد آئیں تو فاطمہ کمرے میں بند ہو کر بیٹھ جائے، میری بیٹی ثانیہ بھی پردہ کرتی ہے، لیکن برقع میں ہی سسرال کے سارے کام کرتی ہے۔"

"نہیں نہیں!...... فاطمہ حجاب میں رہتے ہوئے گھر کے سارے ہی کام کرے گی ان شاء اللہ...... ابھی بھی اس کے کزنز آتے ہیں تو برقع پہن کر میرے ساتھ کچن میں لگی ہی رہتی ہے۔"

اماں جان نے تسلی دی تو میری ساس صاحبہ کو کچھ تسلی ہوئی اور انہوں نے ہاں کر دی...... بات پکی ہوئی اور چند ہی دنوں میں، میں اپنے پیارے والدین کے پیارے گھر سے ڈھیر ساری دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا نام لے کر اپنے سرتاج محمد سرور حسین کے گھر میں داخل ہوئی۔

پہلے ہی دن مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ میرے شوہر کی جان اپنے گھر والوں میں ہے۔ میں ان کا دل اسی وقت جیت سکوں گی کہ جب میں ان کے ساتھ ساتھ ان کے گھر والوں کا بھی بھرپور خیال رکھوں گی، اور یہ بات ڈھکے چھپے الفاظ میں خود انہوں نے مجھ سے کہہ بھی دی تھی...... شروع ہی میں ایک اور چیز جس کا مجھے ملال تھا، وہ یہ تھی کہ میرے شوہر مجھے بالکل وقت نہیں دیتے تھے، بس آفس سے آ کر ایک نظر مسکرا کر ڈال لیتے تھے لیکن اور کوئی بات چیت نہیں...... ایسا نہیں تھا کہ انہیں بولنے کی عادت نہیں تھی، بس مجھ سے نہیں بولتے تھے...... اپنے گھر والوں سے تو خوب باتیں کرتے۔ یہ بات مجھے دکھ دیتی تو میں فوراً ہی دل میں "اناللہ" پڑھ لیا کرتی کہ یہی تو سکھایا ہے میرے آقا ﷺ نے کہ کانٹا بھی چبھ جائے تو "اناللہ وانا الیہ راجعون" پڑھ لیں۔

میرا سسرال دس افراد پر مشتمل ہے۔ میرے خاوند کی چار بہنیں ہیں اور تین بھائی ہیں اور اماں ابا...... تین بہنیں شادی شدہ ہیں، سب سے بڑی بہن گوہر، انہیں سب آپا کہتے ہیں، پھر آمنہ باجی اور ایک بہن ثانیہ جو میرے سرتاج سے چھوٹی ہے، اس کی شادی تو میری شادی سے بس چند ماہ پہلے ہی ہوئی تھی۔ ایک بڑے بھائی شادی شدہ ہیں، اکرم بھائی ان کی زوجہ عائشہ بھابھی اور تین بچے الگ رہتے ہیں۔ گھر میں ہم سات افراد رہتے ہیں، امی ابا، میری ایک نند ماریہ، دو دیور، شاہد اور حامد، میں اور میرے خاوند۔

اب میری نئی زندگی یعنی شادی کے بعد کی زندگی شروع ہوئی تو وہ کچھ یوں تھی کہ شروع شروع میں تو اچھی گزرتی رہی۔ میرے شوہر اچھے ہیں، میرا خیال کرتے ہیں لیکن وہی بات تھی کہ اپنے گھر والوں میں حد سے زیادہ ملے ہوئے تھے۔ ایک حد تک ہوتا تو مجھے برا نہ لگتا، لیکن یہ تو ہر وقت بس اپنے گھر والوں کے پاس ہی وقت گزارتے، لیکن پھر بھی میں ان سے بہت محبت کرتی تھی، بہت زیادہ...... شروع شروع میں میری نندیں بھی آتیں تو وہ بھی اچھی طرح سے ملتیں، عائشہ بھابھی بھی آتیں تو وہ بھی محبت سے ملتیں۔ ماریہ تو بالکل دوستوں کی طرح رہتی، ان کے بھائی بہن بہت آتے تھے لیکن مجھے اچھا لگتا تھا، بہت رونق ہو جاتی تھی گھر میں، دن یونہی ہنسی خوشی گزر رہے تھے لیکن آہستہ آہستہ گھر کے بیشتر بلکہ سارے کاموں کی ذمہ داری میری ہو گئی، جبکہ اب میری طبیعت بھی کچھ ناساز رہنے لگی تھی...... جب گھر کے کاموں کا بوجھ اور مہمانوں کی آمد ورفت کا سلسلہ بڑھنے لگا تو کہانی کچھ یوں ہوئی:

"فاطمہ...... فاطمہ!"

"جی امی!"

"بیٹا، آج گوہر آ رہی ہے، پالک گوشت بنا لو...... میری بچی بڑے شوق سے کھاتی ہے اور روٹیاں بھی پکا لینا، سلاد ماریہ بنا لے گی، ٹھیک ہے؟"

"جی امی......!"

زبان سے تو یہ کہہ دیا لیکن دل کچھ اور کہہ رہا تھا: (اُف! ابھی تو چار دن پہلے دو دن رہ کر گئی ہیں یہ آپا...... پھر آ رہی ہیں!!)

لیکن ضمیر کو یہ بات زیادہ پسند نہیں آئی اور اندر سے آواز آئی: (بہت بری بات ہے فاطمہ! کیسی باتیں سوچتی ہو، ان کی امی کا گھر ہے جتنا چاہے آئیں)

میں نے ضمیر کی بات کی تائید کرتے ہوئے لاحول پڑھا اور دل کی بات کو جھٹک کر کاموں میں لگ گئی اور پھر تھوڑی ہی دیر میں آپا اپنے دو عدد بیٹوں کے ہمراہ رونق افروز ہوئیں...... ہیں تو دو ہی لیکن بلا کے شریر، پورا گھر سر پر اٹھا لیتے ہیں، ہر ہر کمرہ جنگ وجدل کا سماں پیش کر رہا ہوتا ہے، پورا دن گھر سمیٹنے میں ہی گزر جاتا ہے، بہرحال دو دن گزار کر آپا اپنے گھر چلی گئیں، ابھی سکون کا سانس لیا ہی تھا کہ اگلے ہی دن ساسو ماں کی آواز آئی:

"فاطمہ بیٹا! ثانیہ آ رہی ہے، ایسا کرتے ہیں بریانی بنا لیتے ہیں۔"

"اچھا امی!"

یہ کہہ کر میں نے باورچی خانے کی راہ لی اور کام کاج شروع کیے۔ آج میری طبیعت بھی کچھ زیادہ ہی ناساز تھی، اس لیے بڑی مشکل سے کھانا وغیرہ بنایا اور باقی کام سمیٹنے لگی۔ ماریہ بہت کم ہاتھ بٹاتی، بس کبھی ڈسٹنگ کر لی، کبھی سلاد یا رائتہ بنا لیا۔ وہ بھی اس کے موڈ پر منحصر تھا۔ میری ساس ویسے اچھی تھیں لیکن کام وام بالکل نہیں کرتی تھیں، بہرحال تھوڑی ہی دیر میں ثانیہ آ گئی اور میں اسے خوش آمدید کہنے چلی گئی۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ!" میں نے گرم جوشی سے سلام کیا تو اس نے بھی اسی طرز کا جواب دیا لیکن میں جانتی تھی کہ میری یہ گرم جوشی مصنوعی تھی...... اس کے ہاتھ میں دو بڑے بڑے بیگز دیکھ کر میں یہ اندازہ لگا چکی تھی کہ یہ بھی تین چار دن کے لیے ہی آئی ہو گی اور یہ سوچ کر میرا دل بیٹھا جا رہا تھا، لیکن میرا اندازہ صحیح نہیں تھا، بعد میں میری ساسو ماں نے بتایا کہ وہ تین چار نہیں بلکہ پورے چھ دن کے لیے آئی ہے، خیر جیسے تیسے یہ دن بھی گزر گئے، اس کے جانے کے بعد اگلے ہی دن میں اپنی امی کے گھر چلی گئی اور میں بھی احتجاجاً تین دن رہ کر آئی۔

مجھے اپنی نندوں کا ہر وقت کا آنا اتنا پسند نہ تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ آپا اور

تانیہ کی کچھ باتیں مجھ سے برداشت نہ ہوتی تھیں۔ آپا کا تو آتے ہی غیبت پروگرام شروع ہوجاتا، جس سے مجھے سخت چڑ تھی اور تانیہ! وہ ایک عالمہ ہونے کے باوجود ایسے چست لباس پہنتی، اور دوپٹا بھی صحیح سے نہیں لیتی تھی کہ اسے دیکھتے ہی میں غم وغصے سے بھر جاتی۔ ہماری مدرسے کی باجی تو ہمیں ڈھیلے ڈھالے لباس کا درس دیتی تھیں اور بڑے سے دوپٹے سے اپنے جسم کے پیچ وخم کو چھپا لینے کی تلقین کرتی تھیں تو پھر اتنی بے احتیاطی کیوں؟ یہ سب باتیں مجھ سے برداشت نہیں ہوتی تھیں، میرے سسرال میں کام بہت تھے، ماسی آتی تھی، جھاڑو پونچھا کرتی تھی اور کپڑے دھوتی تھی لیکن پھر بھی مجھے کاموں کا بوجھ بہت زیادہ محسوس ہوتا تھا، شاید اس لیے کہ میکے میں اتنا کام نہیں کیا تھا۔ ناشتہ، دوپہر کا کھانا الگ اور رات کا الگ، باورچی خانے کی صفائی اور برتن بھی میرے ہی ذمے تھے۔ اور ان دنوں طبیعت بھی میری کچھ ناساز تھی، پھر میاں صاحب کا مجھ سے باتیں نہ کرنا، میں اب کچھ چڑچڑی سی ہوگئی تھی۔

آمنہ باجی مجھے اچھی لگتی تھیں۔ ان کی دو بیٹیاں ہیں بریرہ اور مریم اور ایک بیٹا صالح۔ وہ آٹھ دس دن میں ایک بار آتی ہیں دوپہر میں اور شام میں اپنے خاوند کے ساتھ واپس چلی جاتی ہیں۔ ویسے بھی وہ بہت اچھی طبیعت کی مالک ہیں، مجھ سے بہت محبت کرتی ہیں۔

بہر حال اب میرے دل کی کیفیت آہستہ آہستہ بدلتی جارہی تھی۔ کچھ کاموں کا بوجھ اور کچھ ہر وقت گھر میں ایک میلے کا سا سماں اور کچھ میرے خاوند کی تھوڑی سی بے توجہی۔ ان سب باتوں کی وجہ سے میرے ذہن میں ہر وقت کھچڑی پکتی رہتی۔ میرا مزاج بدلنے لگا۔ میں جو کہ ہر وقت مسکرایا کرتی تھی، اداس اداس رہنے لگی۔ دل میں بھی ہر وقت الٹے سیدھے خیالات آتے رہتے، جو شاید بہت زیادہ برے تو نہیں تھے لیکن مجھے لگتے تھے، کیوں کہ میری یہ عادت نہ تھی کہ الٹی سیدھی باتیں سوچوں۔ میں اپنی والدہ کی کی ہوئی تربیت سے بالکل ہٹ کر سوچنے لگی تھی، لیکن خیالات کے اس سلسلے کو اپنے دل ودماغ سے نکالنا میرے بس سے باہر تھا کیوں کہ حالات ہر روز کے ہی یکساں تھے۔

"توبہ ہے! کتنا آتی ہیں اُن کی بہنیں...... اپنے گھروں میں ان کا دل ہی نہیں لگتا، پتا نہیں کیسے اچھے شوہر ملے ہیں جو ہر وقت چھوڑ بھی دیتے ہیں، اوپر سے ان کے بچے اف انتہائی بندر، پورا گھر سر پر اٹھایا ہوا ہے، اُن سے اپنے گھر میں ٹکا کیوں نہیں جاتا؟ اور امی کو دیکھو، فاطمہ یہ کردو، فاطمہ وہ کردو، میں کوئی نوکرانی ہوں ان کی، اپنی بیٹی سے بولیں نا۔"

یہ تھی میری بری سوچ جو مجھے بالکل پسند نہیں آرہی تھی اور اپنی اس سوچ کی وجہ سے میں اپنی ہی نظروں میں گرتی چلی جارہی تھی مگر ان سے چھٹکارا پانا نجانے کیوں میرے بس سے باہر تھا۔

ایک دن میں کاموں میں مصروف تھی اور میرا دماغ سوچوں میں کہ اچانک ایک نیا خیال آیا: "میں نے تو مدرسے میں پڑھا تھا کہ عورت پر صرف اس کے شوہر کا حق ہوتا ہے اور شوہر کے والدین، بھائی بہن کا کوئی حق نہیں ہوتا، ایک عورت صرف اپنے شوہر کے لیے اپنا گھر چھوڑتی ہے، اور اگر وہ اپنے شوہر سے الگ گھر کا مطالبہ کرے تو یہ اس کا حق ہے کہ اسے الگ گھر دیا جائے، پھر میں کیوں کولہو کے بیل کی طرح ان لوگوں کی خاطر سارا دن خوار ہوتی رہوں، میری اور میرے شوہر کی تو کوئی زندگی ہی نہیں ہے، سارا سارا دن کام کاج کے بعد شام میں جب یہ واپس آتے ہیں تو مجھ میں اتنی ہمت ہی نہیں ہوتی کہ میں ذرا اچھی سی تیار ہی ہوجاؤں، نہ ہم کبھی اکیلے بیٹھ کر بات کرسکتے ہیں، نہ ہم کبھی اکیلے سکون سے کھانا کھاسکتے ہیں، ہر وقت ہی ان کے گھر والے ہمارے سر پر ہوتے ہیں، بس...... ٹھیک ہے...... بہت ہوگیا...... اب مجھے اپنے حقوق کے لیے لڑنا پڑے گا۔" یہ فیصلہ میرے دل نے کیا تھا لیکن ضمیر کہتا رہا: یہ باتیں تمہیں زیب نہیں دیتیں فاطمہ!...... تم ایک عالمہ ہو۔ لیکن دل نے ضمیر کو یہ کہہ کر تھپکی دے دی کہ...... عالمہ ہوں تو کیا ایسے ہی اپنی زندگی برباد کردوں...... یہ میرا حق ہے۔

میرا حق ہے...... پر بڑا زور تھا۔ میرے دل میں ہر وقت یہی فلم چلنے لگی۔ یہ میرا حق ہے...... کوئی بات نہیں، یہ میرا حق ہے...... اور مجھے لڑنا ہے اپنے حق کے لیے...... لیکن یہ آواز ابھی دل میں ہی تھی، زبان اس کو ادا کرنے میں میرا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"آج مجھے اماں جان کے گھر جانا ہے۔"

میں نے سپاٹ لہجے میں اپنے خاوند سے کہا جو دفتر کے لیے تیار ہورہے تھے۔

"ارے بھئی!...... ہماری انتہائی فرماں بردار بیگم کا انداز تو آج کچھ بدلا بدلا سا ہے...... آج جو بات آپ نے بتائی ہے، وہ تو ایک سوال کی شکل میں ہوا کرتی تھی، وہ بھی ایک مسکراہٹ کے ساتھ...... سنیں...... آج چلی جاؤں اماں جان کے گھر...... آپ چھوڑ دیں گے؟" میرے خاوند نے ہنستے ہوئے میری نقل اتاری لیکن میرا لہجہ برقرار رہا۔

"اچھا نا...... چلی جاؤں، آپ چھوڑ دیں گے؟"

"ہاں جی! میں چھوڑ دیتا لیکن آج تو آپا اور تانیہ دونوں ہی آرہی ہیں...... کل چلی جانا آج امی پر بہت لوڈ ہوجائے گا کاموں کا!"

"سرور حسین صاحب!...... پاگل ہوچکی ہوں میں یہ مہمان نوازیاں کرکرکے...... مجھے بھی انسان سمجھیں، ویسے بھی آپ کے گھر والوں کا مجھ پر کوئی حق نہیں، جن کی خدمت میں میرے دن رات صحت سب ہی برباد ہوتے جارہے ہیں، ہاں آپ پر میرے کافی حقوق ہیں جو آپ ادا نہیں کررہے اور اگر میں خاموش ہوں تو اس کا فائدہ نہ اٹھائیں، مجھے اپنے حقوق کے لیے لڑنا آتا ہے۔"

میرے جواب پر وہ ہل کر رہ گئے۔ ان کے خواب وخیال میں بھی میرا یہ روپ، یہ لہجہ نہیں آسکتا تھا۔ وہ کچھ دیر حیرت سے منہ کھولے مجھے تکتے رہے۔ میں خود حیران تھی کہ میرے منہ میں اتنی لمبی زبان آئی کہاں سے؟ پہلی بار میں نے ان سے بلکہ کسی سے بھی اس لہجے میں بات کی تھی۔ پھر وہ خاموشی سے تیار ہونے لگے اور تیار ہوکر مجھ سے صرف ایک لفظ کہا: "چلو!"

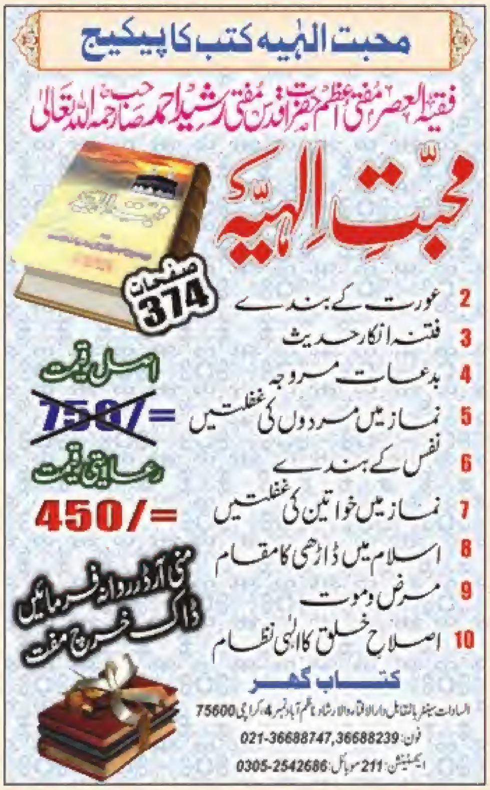

میں تو پہلے ہی چار پانچ دن کا سامان باندھے بیٹھی تھی۔ میں اٹھی، اپنا سامان اٹھایا اور گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی۔

"آپ لینے نہ آیئے گا...... میں خود آ جاؤں گی چار پانچ دن بعد۔"

میں نے اماں جان کے گھر کے دروازے پر گاڑی سے اترتے ہوئے کہا تو میرے خاوند نے مجھے پھر حیرت سے دیکھا لیکن میں فوراً اتر گئی اور گھر کی گھنٹی بجادی۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اماں جان اور زینب نے مجھے گھیر لیا۔ بابا جان دفتر اور بلال مدرسے گیا ہوا تھا۔ سلام دعا خیریت کے بعد زینب نے گلہ کیا:

"اتنے دن بعد آئی ہیں بجو آپ، ہم آپ کو یاد نہیں آتے کیا؟"

"نہیں چندا! یاد تو آپ لوگ بہت آتے ہیں، بس کچھ مصروفیات ہی ایسی ہیں۔"

"بہت خاموش خاموش سی ہیں بجو آپ...... کیا بات ہے؟"

"نہیں نہیں...... کوئی بات بھی نہیں ہے...... چاہے زینب میں پورے پانچ دن کے لیے آئی ہوں۔" میں نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"واقعی! پھر تو بڑا مزا آئے گا!" زینب نے خوشی سے کہا۔

شام میں بابا جان اور بلال آئے تو وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اماں جان مجھے بڑی محبت کی نظر سے دیکھ رہی تھیں لیکن ان کی آنکھوں میں کچھ سوال بھی تھے اور میں خود ان سوالوں کا جواب دینے کو بے تاب تھی۔ اگلے دن صبح بابا جان اور بلال تو دفتر اور مدرسے چلے گئے اور زینب ناشتے کے برتن سمیٹنے باورچی خانے میں چلی گئی تو میں اماں جان کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔

"فاطمہ!" اماں جان نے کچھ کہنا چاہا۔

"جی اماں!؟"

"کیا بات ہے؟ اتنا چھوٹا سا منہ ہو گیا ہے تمہارا...... اور اتنی خاموش سی کیوں ہو؟...... کیا ہوا میری شہزادی کو؟"

"کچھ نہیں اماں جان!" میں نے مسکراتے ہوئے کہا، میری کچھ کہنے کی ہمت ہی نہ تھی۔

"فاطمہ! میں تمہاری ماں ہوں، تم اپنی اس بناوٹی مسکراہٹ سے کسی کو بھی بے وقوف بنا سکتی ہو لیکن مجھے نہیں بیٹا!"

"اماں جان!" میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

"بولو میرے بچے! کیا بات ہے؟"

"اماں جان! کوئی ایسی بڑی بات تو نہیں...... لیکن چھوٹی چھوٹی بہت سی باتوں نے مل کر مجھے پریشان کیا ہوا ہے۔"

"مثلاً؟"

"یہی کہ اتنے کام ہیں ان کے گھر میں، ہر وقت ان کی بہنیں آتی رہتی ہیں، کوئی سکون کا سانس بھی نہیں لے سکتی میں، اور یہ...... یہ تو بس شاید اسی لیے لے کر گئے ہیں مجھے کہ ان کے گھر کے کام ہو جائیں، بلا معاوضہ......" میں نے بلا معاوضہ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"یہی بات ہے؟ یا کوئی اور بھی بات ہے؟ مجھ سے کچھ چھپانا نہیں بیٹے، میں دعا بھی کروں گی اور کوئی اچھا مشورہ بھی دینے کی کوشش کروں گی۔"

"نہیں اماں جان! صرف یہ بات نہیں ہے، سرور مجھے بالکل بھی وقت نہیں دیتے، میں سارا سارا دن کام کرتے کرتے تھک جاتی ہوں لیکن یہ دفتر سے آنے کے بعد بس اپنی امی کے ساتھ ہی بیٹھے رہتے ہیں یا پھر بھائی بہن کے ساتھ، میرے ساتھ تو کبھی بھی نہیں بیٹھتے، کوئی کام کی بات کرنی ہو تو بھی ان سے وقت لینا پڑتا ہے، اماں میں بہت پریشان ہوں، سب سے زیادہ غصہ تو مجھے ان کی بہنوں پر آتا ہے جو ہر روز ہی رہنے آ جاتی ہیں......" میں ایک منٹ کو رکی، اماں جان خاموشی سے میری باتیں سن رہی تھیں۔

"اماں جان!"

"ہوں......"

"ایک بات بولوں؟ آپ ناراض تو نہیں ہوں گی؟"

"نہیں کہو!" میں نے ڈرتے ڈرتے اپنے دل کی بات زبان پر لانی شروع کی۔

"اماں جان!...... میں نے مدرسے میں پڑھا تھا کہ عورت پر اس کی ساس، نند، دیور کا کوئی حق نہیں ہوتا، وہ چاہے تو ان کا کوئی کام نہ کرے اور...... اور اگر عورت اپنے شوہر سے الگ گھر کا مطالبہ کرے تو شوہر پر اس کا یہ حق ہے کہ اسے الگ گھر دے، اماں جان ایک عورت چٹنی روٹی کھائے لیکن وہ اور اس کا شوہر ایک الگ گھر میں رہیں، اس گھر کی مالکن بس وہ عورت ہی ہو تو کتنی خوب صورت زندگی ہو گی، نہ بیچ میں کوئی تنگ کرنے والا ہو گا، اپنی مرضی سے ہر کام ہو گا، بس اماں جان میں نے فیصلہ کر لیا ہے، یہ میرا حق ہے اور میں اب سرور سے اپنے حق کا مطالبہ ضرور کروں گی، ضرور اور اگر انہوں نے انکار کیا تو...... تو میں اپنے حق کے لیے لڑوں گی چاہے جو بھی ہو۔"

اماں جان مجھے حیرت اور افسوس سے تک رہی تھیں۔ شاید وہ سوچ رہی تھیں کہ ان کی بیٹی کی ایسی سوچ بھی ہو سکتی ہے۔ اپنی سوچ پر تو میں خود بھی حیران تھی اور مجھے واقعی اپنا آپ یہ سب خود غرض باتیں سوچتے ہوئے برا لگ رہا تھا لیکن یہ سب بہت ضروری بھی تھا ایک خوب صورت پر سکون زندگی کے لیے......

"تم اپنے اس فیصلے سے مطمئن ہو فاطمہ؟"

اماں جان نے دکھ بھرے لہجے میں مجھ سے پوچھا تو مجھے اپنی سوچ پر بڑا ہی غصہ آیا۔ ضمیر بھی جاگ گیا اور کچھ کہنا چاہا لیکن میں...... میں اپنے مؤقف پر ڈٹی رہی۔

"ہاں اماں جان! مجھے اندازہ ہے کہ اس وقت آپ کو میری سوچ پر دکھ ہو رہا ہو گا، آپ سوچ رہی ہوں گی کہ میں نے تو اپنی بیٹی کی تربیت اس طرز پر نہیں کی تھی،

سچی بات یہ ہے کہ میں خود اپنی اس سوچ پر حیران ہوں، مجھے اندازہ ہے کہ میری یہ سوچ اتنی اچھی نہیں لیکن...... لیکن اماں اس وقت میری زندگی بہت کٹھن ہے اور یہ سب...... یہ سب میرا حق بھی ہے اور مجھے یہ حق میرے اللہ نے دیا ہے۔"

"یہ تمہارا حق ہے، تم نے بتایا کہ یہ تم نے مدرسے میں پڑھا تھا، ہے نا؟"

"جی اماں جان!"

"تو بیٹا! مدرسے میں تو اور بھی بہت کچھ پڑھا تھا، یہ بھی تو پڑھا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کی ضمانت ہے اس شخص کے لیے جو فتنے کے ڈر سے اپنا حق چھوڑ دے کہ جنت کے بیچوں بیچ محل دلوائیں گے۔" اماں جان کی یہ بات کرنٹ کی طرح میرے اندر تک سرایت کر گئی۔

"اور تمہارے ذہن میں یہ بات جو بیٹھ گئی ہے کہ تمہارے سسرال والوں کا تم پر کوئی حق نہیں اور ان کے کام کاج میں تمہارے دن رات ضائع ہو رہے ہیں تو تم نے یہ بھی تو پڑھا ہوگا کہ اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔" اماں جان کی اس بات نے مجھے پھر جھنجھوڑ دیا۔

"اگر حق نہیں ہے ان کا ہم پر تو ان کو ایک گلاس پانی پلانا بھی تو نیکی ہے، احسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ وہ نیکی اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں...... لیکن گھمنڈ نہ ہو کہ میں نے ان کے لیے یہ کیا، وہ کیا، میرے تو ان پر بڑے احسانات ہیں، کیوں کہ میرے بچے احسان کرنا جتنی بڑی نیکی ہے، احسان جتلانا اتنا ہی بڑا گناہ ہے، یہ کبھی نہ سوچنا...... تمہارا تو دن رات شوہر کے گھر والوں کی خدمت میں گزر رہا ہے تو تم اللہ تعالیٰ کی کتنی پسندیدہ بندی ہو گی اور تیسری بات......" اماں جان نے کچھ توقف سے کہا۔ "سرور تمہارے اس عمل سے بہت خوش ہوں گے کہ تم ان کے گھر والوں کا اتنا خیال رکھتی ہو، اور یہ تو تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ ہم اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے جی رہے ہیں اور اللہ کی رضا خاوند کی رضا میں ہے پھر ہمیں تو ہمارا مقصد مل گیا نا!" میں گنگ ان کی باتیں سن رہی تھی۔

"میری بچی! مجھے پتا ہے، یہ سب بہت مشکل ہے لیکن اس سے دنیا کا سب سے عظیم کام ہو رہا ہے، اللہ راضی ہو رہا ہے، نفس راحت مانگتا ہے، آرام و سکون مانگتا ہے، زندگی میں خوشیاں مانگتا ہے، لیکن نفس کو خوش کرنے کے لیے بڑی محنت کرنی پڑے گی جس میں فتنہ و فساد بھی ہوگا، پھر بھی اس نفس نے خوش نہیں ہونا، وہ اور مانگے گا اور انسان کی پوری زندگی اس 'اور' کے حصول میں صرف ہو کر رہ جائے گی، اس وقت بھی تم بہت محنت کر رہی ہو، لیکن یہ سب بے سود نہیں، تمہارا دن رات، صحت، بے کار میں ضائع نہیں ہو رہے بلکہ اللہ کی راہ میں لگ رہے ہیں، جب تم یہ سب کام اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت سے کرو گی تو پھر یہ سب اتنا مشکل بھی نہیں لگے گا اور یہ بھی تو تم ہی نے مجھے بتایا تھا ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ کچھ عورتوں نے آپ ﷺ سے کہا، اے اللہ کے رسول! جہاد کرنے سے مرد تو فضیلت لوٹ لے گئے، ہم عورتوں کے لیے بھی کوئی عمل ہے جس سے جہاد کی فضیلت ہم پا سکیں، آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں گھریلو کام کاج میں تمہارا لگنا یہ جہاد کی فضیلت کے برابر ہے...... تو میری بچی ہماری زندگیاں تو اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں، بہتر یہی ہے کہ انہیں آرام و سکون کے لیے نہیں بلکہ اللہ پاک کو راضی کرنے میں گزار دیا جائے، اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں چندا! اور اپنے حقوق کے لیے بھی سب ہی لڑتے ہیں لیکن بلند مرتبہ انسان وہی ہے جو اللہ کے لیے جیے، حقوق اللہ اور حقوق العباد پورے کرنے میں لگا رہے اور اپنے حقوق پس پشت ڈال دے، مشکل تو ہوتا ہے لیکن پھر ایسا اجر ملے گا اللہ کے یہاں کہ آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی ان شاء اللہ۔ رہی یہ بات کہ تم تھک جاتی ہو تو اس کا علاج بھی تو بتایا ہے نا آقائے نامدار ﷺ نے کہ 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر رات سونے سے پہلے پڑھ لیں، جتنا ایمان سے پڑھیں گے، اتنی ہی تھکن دور ہوتی چلی جائے گی اور اگر الٹے سیدھے خیالات ستائیں کہ "یہ میرا حق ہے" اور میں ان کے کام کیوں کروں اور سرور نے ایسا کر دیا ویسا کر دیا تو لاحول پڑھ لیا کرو بیٹا! کہ یہ عرش کے خزانوں میں سے خزانہ ہے اور یہ اس کو ملتا ہے جسے اللہ چاہے، ہر کوئی یہ نہیں پڑھ سکتا۔" اماں ایک ہی سانس میں بولتی جا رہی تھیں۔ وہ ایک لمحے کے لیے رکیں، میری طرف دیکھا اور پھر گویا ہوئیں:

"اور بیٹا! سرور ایک اچھا انسان ہے، تم جب کبھی انہیں اچھے موڈ میں دیکھو تو ہلکے پھلکے انداز میں کہہ دیا کرو کہ آپ میرے ساتھ باتیں کیا کریں نا، مجھے بھی وقت دیا کریں، لیکن انداز میٹھا ہو، کڑوا نہیں، کیوں نہیں مانیں گے، ضرور مانیں گے ان شاء اللہ اور ہر عورت کو چاہیے کہ جو بھی بات اسے شوہر کی پسند نہ ہو تو اچھا موڈ دیکھ کر اچھے سے انداز میں شکوہ کر لے، کوئی بھی اچھا انسان ہوگا تو ضرور اپنی عادت بدل لے گا۔ یہ رشتہ زندگی بھر کا رشتہ ہے میرے بچے، اپنے دل میں ہی بات نہیں رکھنی چاہیے، بغض پیدا ہو جائے گا، جو بھی کھٹک ہو مل بیٹھ کر اسے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے لیکن اگر اندازہ ہو کہ میرے کہنے سے شوہر غصہ ہوں گے تو پھر دعا کا سہارا لو بلکہ زندگی کے ہر ہر قدم پر بس اللہ ہی سے مدد مانگنی چاہیے، اللہ ہی کو اپنا ساتھی بنا لو، پھر دیکھنا تمہارا مستقبل کتنا خوب صورت اور پرسکون ہو جائے گا ان شاء اللہ...... کچھ بات سمجھ میں آئی؟"

میں جو آنکھوں میں آنسو لیے ان کی باتیں سن رہی تھی، بے اختیار رو پڑی۔ مجھے لگا جیسے کسی نے میرے دل کو رگڑ رگڑ کر صاف کر دیا ہے، میں اماں کی بات پر ان سے لپٹ گئی۔

"جی اماں جان! دعا کیجیے گا میں ان سب باتوں پر عمل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں۔"

میں نے روتے ہوئے کہا تو وہ بھی رو پڑیں۔

"میرے بچے! میری تو تم تینوں کے لیے ہر پل یہی دعا ہے تمہارے بچپن سے کہ اللہ تعالیٰ تم تینوں کو دین و دنیا میں بہترین مقام عطا فرمائیں اور اپنے بے پناہ قرب سے نوازیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے ہی اپنی راہ پر چلنا آسان بنا دیں اور ہمارا ہر ہر لمحہ اللہ کو راضی کرنے میں گزرے۔"

"آمین۔" میں نے کہا تو اماں جان نے اپنے پیارے ہاتھوں سے میرے آنسو صاف کیے۔ میرے دل کا سارا غبار بہہ چکا تھا الحمدللہ اور اب مجھے سرور کے ساتھ اپنائے گئے رویے پر شدید افسوس ہو رہا تھا۔

"اماں جان! میں آج ہی گھر چلی جاتی ہوں۔"

"مگر تم تو پانچ دن کے لیے آئی تھیں بیٹا!"

"اماں جان! میں سرور سے ناراض ہو کر آئی تھی۔"

"اچھا ابھی تو استغفار پڑھ لو اور آئندہ ایسی گندی حرکت نہیں ہونی چاہیے۔"

"فاطمہ! میں تمہیں بہت بلند مقام پر دیکھنا چاہتی ہوں اور بلند مقام تک پہنچنے کے لیے بہت محنت اور دعا کی ضرورت ہے، سو اپنے رب سے ہر وقت دعا مانگتی رہو استقامت کی اور بہتر سے بہتر زندگی کی، جو صرف اللہ کی رضا میں صرف ہو اور محنت کرتی رہو۔ ان شاء اللہ بروز حشر بلند مقام پاؤ گی اور وہاں تمہاری سب آرزوئیں اللہ پوری فرمائیں گے ان شاء اللہ۔

"ان شاء اللہ!"

"ابا جان شام میں آ جائیں تو ہم تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آتے ہیں تمہاری جنت، ٹھیک ہے نہ بیٹا؟"

"جی اماں جان...... ٹھیک ہے۔" میں ایک بار پھر ان سے لپٹ گئی۔

اور اب...... اب میری زندگی اماں جان کی دعاؤں سے بہت حسین ہو گئی ہے، یہ بھی مجھے بہت وقت دیتے ہیں اور میرا بہت خیال رکھتے ہیں اور میں بھی دل سے ان کے گھر والوں کا خیال رکھتی ہوں کیوں کہ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ......

بقرعید کے خاص پکوان

ہانڈی تکے:

اجزاء: گوشت کی چھوٹی بوٹیاں ایک کلو، پپیتا والا ادرک لہسن چار کھانے کے چمچ، پسی ہی لال مرچ دو چمچ بڑے۔ زیرہ دو چمچ، نمک حسب ذائقہ، ہلدی آدھا چمچ، گرم مصالحہ پسا ہوا ایک چمچ، چاٹ مصالحہ ایک چمچ، خشخاش آدھا چمچ، دہی آدھا کپ سرسوں کا تیل آدھا کپ۔

ترکیب: تیل میں تمام مصالحے دہی ڈال کر مکس کرلیں اور اس میں بوٹیاں ڈال کر چھ گھنٹے فریج میں رکھ دیں پھر ہانڈی میں یہ مصالحہ والا گوشت ڈال کر چولہے پر چڑھا دیں اور ڈھک دیں، آدھا گھنٹہ گزرنے کے بعد دیکھیں پانی خشک ہوگیا ہو تو گوشت کو اچھی طرح بھون لیں مصالحہ نمک وغیرہ چکھ لیں (اس دوران جب ہانڈی چولہے پر رکھی تھی اس وقت دو تین کوئلے بھی چولہے پر رکھ دیں) پھر بوٹیوں کو ہانڈی کے چاروں طرف اس طرح رکھیں کہ بیچ میں گول سا دائرہ بن جائے اس میں کوئی پرانا سا چھوٹا تین کا ڈھکن یا پیالا رکھیں اور اس میں جلتے ہوئے کوئلے ڈال دیں پھر ان کوئلوں کے اوپر ایک چمچ تیل کھانے کا ڈال کر فوراً ڈھک دیں اور نیچے سے چولہا بھی بند کردیں پانچ منٹ کے بعد ڈھکن کھول دیں اور تکے نکال کر ڈش میں ڈال دیں۔

ہانڈی کباب:

اجزاء: گائے کا باریک قیمہ ایک کلو۔ ادرک لہسن پپیتا کا پیسٹ تین کھانے کے چمچ، لال مرچ پسی ہوئی ایک چمچ، لال مرچ کٹی ہوئی ایک چمچ، پسا ہوا زیرہ دو چمچ، ہلدی چوتھائی چمچ، ثابت خشک دھنیا آدھا چمچ، خشخاش دو کھانے کے چمچ، بھنے ہوئے کالے چنے پسے ہوئے تین چمچ، پیاز ایک عدد بہت باریک کٹی ہوئی، نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب: قیمہ میں تمام اجزا ڈال کر ہاتھ سے اچھی طرح گوندھیں پھر پندرہ منٹ رکھ دیں پھر اس قیمہ کے لمبے سائز کے کباب بنائیں۔ اگر آپ کے پاس سیخ ہو تو سیخ کی مدد سے سیخ کباب سوراخ والے بنائیں اور ایک بہت بڑے پتیلے میں رکھتی جائیں۔ اگر چاہیں تو گول شکل کے گولا کباب بھی بنالیں۔ اب پتیلے میں آہستہ سے تھوڑا سا تیل ڈالیں اور کباب کو سرخ ہونے تک پکنے دیں پھر پلٹا کر دوسری طرف بھی سرخ کرلیں۔ چولہے کی آنچ درمیانی رکھیں تیز بالکل نہیں ہونی چاہیے۔ آپ ان کبابوں کو فرائی پین میں بھی تل سکتی ہیں مگر تیل کم ڈالیے گا۔ جب سب کباب پک کر سرخ ہو جائیں تو ان کے اوپر ڈبل روٹی کا کوئی سوکھا سلائس یا روٹی کا ٹکڑا رکھیں اور اس پر جلتا ہوا کوئلہ رکھ کر ایک چمچ ڈال کر ڈھک دیں پانچ منٹ بعد ڈھکن کھول دیں اور کوئلہ پھینک دیں اور اس کے کباب رول بنائیں جس کی ترکیب بھی حاضر خدمت ہے۔

کباب رول:

اجزاء: میدہ یا سفید آٹا ایک کلو اس میں دو چمچ موٹا کٹا ہوا زیرہ نمک حسب ذائقہ آدھا کپ تیل۔

ترکیب: آٹے میں نمک زیرہ تیل مکس کرکے نرم آٹا گوندھیں اور آدھا گھنٹہ رکھ کر دوبارہ پھر اچھی طرح پھر اس کو گوندھیں اب اس کی چھوٹی چھوٹی روٹیاں بنالیں اور توے پر تل لیں۔ ان روٹیوں کے اندر کباب املی کی چٹنی اور پیاز ڈال کر رول کی شکل دے کر سفید کاغذ میں لپیٹ کر پیش کریں۔

بوٹی رول:

اسی ترکیب سے بنائی گئی روٹیوں کے اندر جو ہانڈی میں تکے بنائے تھے وہ ڈال کر چٹنی پیاز کیچپ ڈال کر بوٹی رول بنالیں۔ اور اپنے گھر والوں کے ساتھ باربی کیو کا مزا اٹھائیں۔ بازار سے کچھ مت منگوائیں۔ ہر چیز خود بنائیں کہ اس کے اندر آپ کے ذکر کی نورانیت ہوتی ہے۔

چٹ پٹی ران روسٹ:

اجزا: بکرے کی ران یا گائے کے گوشت کا ایک بڑا ٹکڑا جس کا وزن ڈیڑھ سے دو کلو ہوتا ہے۔ ادرک لہسن کا پیسٹ چھ کھانے کے چمچ، ایک کپ سرکہ آدھا کپ سویا ساس آدھا کپ چلی ساس، پسا ہوا زیرہ چار چمچ، لال مرچ حسب ذائقہ، نمک حسب ذائقہ، لیموں کا رس آدھا کپ، ہلدی آدھا چمچ، گرم مصالحہ پسا ہوا آدھا چمچ۔

ترکیب: سرکہ، سویا ساس، چلی ساس اور لیموں کے رس میں ادرک لہسن نمک مرچ زیرہ ہلدی گرم مصالحہ ڈال کر مکس کریں۔ یہ سب ایک بڑے پیالے میں مکس کریں۔ اب ران یا گوشت پر تیز چھری سے گہرے گہرے شگاف یعنی کٹ ڈالتے جائیں اور اس کے اندر مصالحہ بھرتے جائیں پھر گوشت کو پلٹ کر دوسری طرف بھی کٹ ڈال کر مصالحہ بھر دیں۔ کٹ بہت بڑے اور گہرے گہرے ڈالیں سارا مصالحہ ڈال کر دس گھنٹہ فریج میں رکھیں پھر پتیلے میں ڈال کر درمیانی آنچ پر پکائیں جب ایک طرف کا پانی سوکھنے لگے تو دوسری طرف پلٹ دیں اگر کچھ کچی معلوم ہو تو

ڈاکٹر ام محمد

آپ کی صحت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

❖ محترمہ ڈاکٹر ام محمد صاحبہ! خدا آپ کو ہمیشہ خوش رکھے۔عرض ہے کہ میری عمر 21 سال ہے۔گیارہ سال کی عمر سے ہی میرا جسم بہت زیادہ موٹا ہونا شروع ہوگیا جس کی اس وقت میں نے پرواہ کی لیکن پھر میں بہت زیادہ پریشان ہوگئی۔ہمارے گھر کی بڑی خواتین کہتی ہیں کہ مخصوص ایام میں پانی میں ہاتھ نہ ڈالا کرو،تم احتیاط نہیں کرتیں،اسی وجہ سے شاید تمہارا جسم پھول گیا ہے۔اب میرا وزن 52 کلو ہے۔ڈاکٹر صاحبہ مجھے گیس کی بھی بہت زیادہ تکلیف ہے،اکثر قبض ہوجاتی ہے۔اس کے علاوہ جب میں پانی پیتی ہوں تو میرے پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ڈاکٹرز کو دکھایا تو انہوں نے کہا کہ آنتوں میں ہوا بن جاتی ہے۔دوا لوں تو ٹھیک،نہیں تو پھر ویسا ہی ہے۔ڈاکٹر صاحبہ میری شادی کو سات ماہ ہوگئے اور میں پانچ ماہ سے حاملہ ہوں،گیس کا مسئلہ بہت زیادہ ہوگیا ہے۔ایک دفعہ الٹرا ساؤنڈ کروایا تو انہوں نے بتایا کہ بچہ دانی میں کوئی گلٹی ہے۔کوئی ایسی دوا بتائیں جس سے گیس بھی ختم ہوجائے اور میرا جسم جو کہ پھولا ہوا ہے،وہ بھی کم ہوجائے۔ میں آپ کو مخلص اور ہمدرد سمجھ کر خط لکھ رہی ہوں۔(اخت م ع۔خوشاب)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

ج: محترمہ اخت م۔ع خوشاب آپ وزن کے لیے 200 Lechesis اور Calc, Carb200 کے 4-4 قطرے دن میں تین مرتبہ لے لیا کریں۔میٹھا وغیرہ بالکل نہ استعمال کریں۔جب گیس وغیرہ اس کنڈیشن میں زیادہ ہو تو وقتی طور پر Carbo. Veg200 کے 4-4 قطرے لے لیا کریں۔چہرے کے مسام بند کرنے اور جلد صاف کرنے کے لیے بادام کا آٹا ایک چائے کا چمچ، دودھ ½ کپ، خشخاس پسی ہوئی ایک چائے کا چمچ، لیموں کا عرق ایک چمچ سب کو ملا کر ماسک کی طرح لگائیں۔ 15-10 منٹ بعد دھولیں،ان شاء اللہ فائدہ ہوگا۔

❖ ڈاکٹر صاحبہ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میرا قد بہت چھوٹا ہے جبکہ میری بہنوں کا قد ٹھیک ہے۔اس اکتوبر میں میری عمر بیس سال ہوگئی۔آپ کوئی اچھی سی دوا تجویز کردیں اور یہ بھی بتائیں کہ کب تک کھانی ہے۔اگر کسی کلینک پر جاؤ تو وہ 1500-1000 سے کم کی دوائی نہیں دیتے لیکن پھر بھی افاقہ نہیں ہوتا۔شاید میرا قد پڑھائی کی وجہ سے رک گیا ہے،کیوں کہ میں نے K.G2 سے 10th تک پوزیشن لی ہے یعنی پڑھائی پر بہت توجہ دیتی تھی لیکن امید تو اللہ تعالیٰ سے ہے۔ڈاکٹر صاحبہ اچھی سی دوا بتادیں میں آپ کے لیے دعا گو رہوں گی۔(ح۔ن۔ابنت محمد سلیم۔بھکر)

ج: ح۔ن۔اصاحبہ اقد بڑھانے کے لیے جو دوائیں ہوتی ہیں آپ کی عمر اس سے کافی زیادہ ہوگئی ہے۔بلوغت کے بعد 2-3 سال تک ہی قد بڑھایا جاسکتا ہے۔آپ اس چیز میں زیادہ پیسہ ضائع نہ کریں۔ایک دوائی ہے،اس کو استعمال کرکے دیکھیے گا،ان شاء اللہ اس عمر میں بھی 1-2 انچ بڑھ جائے گا۔دوا کا نام ہے Ideal growth......اچھی ہے،استعمال کرکے دیکھیں۔2-2 گولی دن میں تین مرتبہ لے لیں۔اس کے ساتھ Calc phos 2x کی 4-4 گولیاں بھی صبح اور شام استعمال کریں۔دودھ اور دودھ سے بنی چیزوں کو زیادہ استعمال کریں۔

تھوڑا سا پانی ڈال کر گلالیں جب پک جائے تو سلاد کے ساتھ پیش کریں۔بکرے کی ران یا بیل کا گوشت روسٹ کرنے کا طریقہ ایک ہی ہے یہ دونوں میرے آزمائے ہوئے ہیں الحمدللہ۔﴿پروین اسلم۔کراچی﴾

بیف مدراس:

اجـــزاء: دارچینی ایک عدد،ہری الائچی دو عدد،پیاز ایک عدد (کٹا ہوئی)،ہری مرچ دو عدد (کٹی ہوئی)،لہسن ایک چائے کا چمچ (باریک کٹا ہوا)،ہلدی آدھا چائے کا چمچ،نمک آدھا چائے کا چمچ،زیرہ پاؤڈر ایک چائے کا چمچ،دھنیا پاؤڈر ایک چائے کا چمچ،ٹماٹر پیسٹ دو کھانے کے چمچ،گرم مصالحہ آدھا چائے کا چمچ،ہرا دھنیا مٹھی بھر،گرم پانی ڈیڑھ سو ملی لیٹر،آئل دو کھانے کے چمچ،ادرک دو چائے کے چمچ (باریک کٹا ہوا)۔

ترکیب: ایک کڑاہی میں آئل ڈال کر اس میں پیاز،ہری الائچی اور دارچینی کو فرائی کرلیں۔پھر اس میں بیف ڈال کر دو سے تین منٹ فرائی کریں۔ پھر اس میں ہری مرچ،لہسن،ہلدی،نمک،زیرہ پاؤڈر،دھنیا پاؤڈر،ٹماٹر پیسٹ اور گرم پانی ڈال کر مکس کریں۔اور دو سے تین منٹ پکنے کے لیے رکھ دیں یہاں تک کہ گوشت اچھی طرح گل جائے۔ پھر اس میں گرم مصالحہ،ہرا دھنیا اور ادرک شامل کر کے مکس کریں۔اور ایک سے دو منٹ پکنے دیں۔ مزے دار مدراس بیف تیار ہے،پلیٹ میں ڈال کر چاول کے ساتھ سرو کریں۔﴿صائمہ فرید۔کراچی﴾

خوبانی کا میٹھا:

اجزا: خشک خوبانی ایک کلو،بادام ایک کپ، فریش کریم دو پیکٹ،فریش دودھ آدھا کپ،آئل دو کھانے کے چمچ (دو ٹیبل اسپون)۔

ترکیب: خوبانی دھوکر دو کپ پانی ڈال کر ہلکی آنچ پر ابال لیں،خوبانی گل جائے تو ٹھنڈی کرلیں بیج نکال کر خوبانی کا گودا بنالیں۔اب کڑھائی میں دو چمچ آئل ڈال کر گودا تلیں ہلکا سا تلنے کے بعد بادام کا شکر آدھے بادا گودے میں ملادیں۔ایک بڑی اور پھیلی ہوئی ڈش میں نکال کر فریج میں ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھ دیں۔جب کھانا ہو تو کریم کو دودھ میں پھینٹ کر اوپر ڈال دیں اور بادام چھڑک دیں۔

نوٹ: خوبانی کے بیج کی گری بھی استعمال کرسکتی ہیں۔ ﴿اہلیہ سید ساجد حسین۔کراچی﴾

رسمِ وفا

مناجیہ جبیں

8

"دیکھیے آپ میری والدہ کے برابر ہیں، مجھے معلوم ہے کہ یہ موقع خاطر مدارت کا نہیں مگر اس وقت آپ دونوں کو اس کی ضرورت ہے تاکہ بچی کے لیے خود کو سنبھال سکیں۔ میں نے اپنی بیوی کو کراچی سے بلوایا ہے، وہ صبح تک آجائے گی اور ان شاء اللہ بہت جلد ہم آپ کی بیٹی کے بارے میں خوشخبری سن لیں گے۔ میں خود ایک بچی کا باپ ہوں اور آپ کا دکھ سمجھتا ہوں، اللہ پاک عافیت کا معاملہ فرمائے گا، ہم سب دل سے دعا گو ہیں۔" معیز نے بہت سلیقے سے بات کی تھی۔

"بس بیٹا اللہ پاک تم دونوں کو اس کا اجر دے۔ آپ دونوں کی شرافت ہی ہے جو اتنا ساتھ دیا ورنہ میرے شوہر تو اس وقت شہر سے باہر ہیں، اور اس بچی کا باپ بھی نہیں، بس تقدیر میں یہ زخم بھی لکھا تھا، دعا کرو بس ہماری اہل ہمیں صحت کے ساتھ مل جائے اور کچھ نہیں چاہیے۔" ان بزرگ خاتون نے تھکے تھکے انداز میں کہا۔

"ضرور بچی ہنستی کھیلتی آپ کی گود میں ہوگی ان شاء اللہ، لیکن آپ تھوڑا سا کچھ لے لیں اور انہیں بھی دے دیں۔" معیز احترام سے کہتا ہوا پیچھے ہٹ گیا اور ریان کے پاس آگیا۔

وہ ہسپتال کے باہر بنے لان پر ایک بینچ پر سے اٹھا تھا اور اندر آرہا تھا۔ باہر کی خنکی اس کے اندر کی آگ کو بجھانے سے قاصر تھی۔ وہ کوریڈور میں ہی ایک بینچ پر گر سا گیا۔ معیز اس کے پاس آیا تو اس کے ہاتھ میں دو کپ چائے تھی۔ زبردستی اس نے ریان کی طرف بڑھایا، جسے ریان نے بھیگی آنکھوں کے ساتھ حلق میں اتارا۔ ریان نے کن انکھیوں سے ان خواتین کو دیکھا تو ایک بار پھر رو پڑا۔ وہ لڑکی مسلسل ہچکیوں سے رو رہی تھی اور دوسری خاتون اسے سمجھاتے ہوئے چائے پلانے کی کوشش کر رہی تھیں، جبکہ اس کا سر نفی میں ہل رہا تھا۔

صبح چار بجے سرجن تھیٹر سے باہر آئے تو انہوں نے آپریشن کامیاب ہونے کی نوید سنائی۔ چاروں کے دل بے ساختہ سجدہ ریز ہوگئے۔ ڈاکٹر نے اسے فی الحال سی یو منتقل کرنے کی خبر دی اور کسی سے بھی ملاقات کرنے سے سختی سے منع کر دیا۔

"دیکھیں میڈم بچی کا نروس سسٹم بہت ڈسٹرب ہے، کوما میں جانے کا شدید خطرہ ہے، اس وقت مستقل اس کی مائنڈ ریڈنگ کی جارہی ہے، اگلے اٹھارہ گھنٹے اس کے لیے بہت اہم ہیں اور معمولی سا شور بھی اس کے لیے بے حد خطرناک ہے، لہٰذا کم از کم کل رات دس بجے تک کے دوران اگر اسے خود ہوش آجائے تو ویل ڈن کہ اس کا مائنڈ پروگریس کر گیا ورنہ سوری کہ آیندہ کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔" ڈاکٹر انہیں واضح ہدایات دے کر جاچکا تھا۔ معیز نے ان خواتین کو آپریشن کامیاب ہونے پر بھرپور تسلی دی اور ریان کو لے کر ہسپتال کی مسجد میں آگیا۔ دونوں نے تہجد پڑھی، شکرانہ ادا کیا اور اپنے مالک سے عافیت مانگی۔ معیز نے دوبارہ آسیہ سے رابطہ کیا۔ اس کی فلائٹ ساڑھے چھ بجے تھی۔ کچھ سوچ کر اس نے ریان سے مشورہ کیا اور وہ دونوں خواتین کے پاس آگئے تو وہاں انہوں نے معروف ایڈووکیٹ عبدالصمد ہمدانی صاحب کو موجود پایا۔ وہ ان کے پاس آکر رکے تو ہمدانی صاحب نے سوالیہ نظروں سے دیکھا تو ان خاتون نے تعارف کروایا۔

"ہمدانی صاحب یہ ہی وہ سعادت مند بچے ہیں جنہوں نے پوری رات ہمارا ساتھ دیا، ہماری اہل کی زندگی بچانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے، اللہ کے بعد یہ ہی نوجوان تھے جنہوں نے ہر ہر قدم پر ہماری مدد کی۔" خاتون کا لہجہ تشکرانہ تھا۔ وہ دونوں شرمندہ ہوگئے۔ حقیقت یہی تھی کہ حادثے کا سبب ریان کی نادانی تھی ورنہ تو شاید وہ اس طرح پوری رات قربان نہیں کرتے۔

"بہت بہت شکریہ نوجوانو! تم نے میری بیٹی کے لیے جو کیا اللہ ہی تمہیں اجر دے گا۔ میں ایک کیس کے سلسلے میں کراچی گیا ہوا تھا، اہل کے حادثے کا سن کر ایمرجنسی میں آیا ہوں، تمہاری پرخلوص مدد پر شکرگزار ہوں۔" انہوں نے بہت گرم جوشی سے ان دونوں سے مصافحہ کیا تھا۔

"کوئی بات نہیں سر! انسانیت کے ناطے اتنا تو ہمارا فرض تھا" ریان نے پہلی بار کچھ کہا۔ اسے ہمدانی صاحب کو دیکھ کر بہت تسلی ہوئی تھی، وہ ایک نیک خو، شفیق اور خوفِ خدا رکھنے والے اصولوں کے پابند شخص تھے۔ ان کی انصاف پسندی اس دور کے حکمرانوں کے لیے مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ خود ریان اور معیز نے ان کے بارے میں حکومتی بیانات پر اخبار میں بھرپور تبصرہ لکھا تھا۔ ہمدانی صاحب نے ان کو مختصر سا تعارف کروایا کہ اہل ان کی نواسی اور ان کی بیٹی ابیہ گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے میکے آئی ہوئی تھی، جب یہ حادثہ ہوا۔ ریان اور معیز صحیح معنوں میں ان کے ظرف اور صداقت پرستی کے قائل ہوگئے کہ وہ چاہتے تو ریان پر باآسانی مقدمہ کرواسکتے تھے۔ بچی کی حالت بہت نازک تھی مگر انہوں نے حالات سن کر تقدیر کا لکھا کہہ کر قبول کر لیا تھا۔

ریان نے ہمت کر کے انہیں مشورہ دیا کہ وہ اب خواتین کو گھر بھیج دیں۔ ساری رات انہوں نے اضطراب اور پریشانی میں گزاری ہے اور فی الوقت بچی سے ملاقات کا کوئی امکان بھی نہیں۔ خواتین تھوڑا آرام کر کے پانچ چھ گھنٹے بعد آجائیں، وہ لوگ یہاں موجود رہیں گے۔ ہمدانی صاحب کو ان کی تجویز پسند آئی۔ پہلے تو خواتین بالکل راضی نہیں تھیں مگر ہمدانی صاحب کے اصرار نے انہیں گھر جانے پر آمادہ کر دیا۔ گاڑی باہر موجود تھی ہی، معیز نے آفر کی کہ وہ گھر چھوڑ آتا ہے۔ ابھی یہ معاملہ چل ہی رہا تھا کہ آسیہ آگئی۔

معیز نے آگے بڑھ کر آسیہ کو مختصر ترین الفاظ میں صورت حال سمجھا کر ان خواتین کی طرف بھیجا۔ آسیہ اپنے بھائی کے ساتھ آئی تھی۔ ہمدانی صاحب سے معیز نے اپنے سالے کا تعارف کروایا۔ ہمدانی صاحب چونک گئے۔

"آپ لوگوں کی رہائش......؟" انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"اصل میں سر ہم کل ہی لاہور آئے ہیں......" ریان نے انہیں مکمل تفصیل سے ساری بات بتادی جس میں فقط ایڈونچر کے لیے رکشہ چلانے کا ذکر کیا۔ اتنے بوجھل اور تناؤ کے باوجود اس کے دل پشوری کے قصے پر ہمدانی صاحب کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔

"اچھا تو اب آپ لوگ ہمارے مہمان ہیں۔" انہوں نے کہا تھا۔

"نو سر ہماری رہائش طے ہے ہوٹل میں، کوئی پرابلم نہیں ہوگی۔" معیز بولا تھا۔

"بس اب کوئی تکلف نہیں، آپ کم از کم اپنی وائف کو تو میری وائف کے ساتھ بھیج دیں۔" ہمدانی صاحب نے کہا۔ معیز نے ایک لمحے کو سوچا اور حامی بھری۔ اسی طرح ان خواتین کو بھی سہولت ہوتی جس کے لیے خاص طور پر آسیہ کو بلوایا تھا۔ اتنی دیر میں آسیہ آگے بڑھ کر ان خواتین سے تعارف حاصل کر چکی تھی۔ معیز انہیں چھوڑنے جانے لگا تو ریان بولا۔

"میرا خیال ہے سر اگر آپ بھی آرام کر لیتے، ابھی سفر سے آئے ہیں۔" اس نے ان کی عمر کے لحاظ سے سفر کی واپسی پر تھکان کا سوچا۔

"جبکہ میرا خیال ہے کہ آپ دونوں ساری رات کے جاگے ہوئے ہو چلے جاؤ آرام کر لو، میں ہوں یہاں۔" ہمدانی صاحب نے انہیں جانے کا کہا۔ بالآخر یہ طے پایا کہ آسیہ ان خواتین کے ساتھ چلی جائے گی اور ریان اور معیز بھی ہوٹل چلے جائیں گے، جبکہ معیز کے سالے بشار اور ہمدانی صاحب ہسپتال میں ٹھہریں گے۔ (جاری ہے)

بزمِ خواتین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

❖ امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے آمین۔ شمارہ 541 بہت ہی زبردست رہا۔ ٹائٹل سے لے کر اشتہارات تک ہر چیز ایک سے بڑھ کر ایک تھی۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی پیام سحر پھولوں کی پتیوں کی طرح مہک رہا تھا۔ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ اب رمضان کی پہلے جیسی رونقیں اور بہاریں ختم ہوتی جارہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔ ”رمضان کے چند انوکھے ایام“ اور ”فی امان اللہ کی برکت“ تحریریں بہت ہی سبق آموز تھیں۔ ”چاہت کے رنگ“ بھی اچھی ہنستی مسکراتی، کھلکھلاتی تحریر تھی۔ اللہ تعالیٰ سب گھرانوں کو ایسا اتفاق عطا فرمائے۔ ”عورت کی دشمن“ میں اہلیہ راشد اقبال نے صبر، تحمل، برداشت، غرض بہت سے پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ قرأت گلستان صاحبہ کا ناول بڑا پیچ وخم لیے ہوئے تھا۔ اس سے پچھلے ناولوں میں اکثر ہم تکے لگاتے تھے کہ آیندہ یہ ہوگا اور اکثر ہمارا اندازہ ٹھیک ہوتا تھا لیکن روگ تو فل سسپنس ناول تھا۔ ہر قسط پڑھنے کے بعد ہمیں بے حد تجسس ہوجاتا تھا، بہت ہی زبردست انداز ہے ان کا، آج کل اس جادو کے چکر میں لوگوں کی زندگیاں برباد ہورہی ہیں۔ خاندانوں کے خاندان برباد ہوجاتے ہیں۔ لوگ پیسہ اور عزت تو لٹاتے ہی ہیں۔ ساتھ میں سب سے بڑی دولت ایمان بھی ضایع کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ان لٹیروں کے شکنجوں سے بچائے آمین۔ (ربیعہ اصغر۔ نندووال)

❖ خواتین کا اسلام کی پرانی قاریہ ہوں لیکن خط پہلی مرتبہ لکھ رہی ہوں۔ ماشاء اللہ خواتین کا اسلام اور بچوں کا اسلام نے اسلام کے باغ کو خوب مہکا رکھا ہے۔ اللہ رب العزت آپ سب کی کوششیں قبول فرمائیں اور ان کاوشوں میں مزید ترقی دے آمین۔ مجھے لکھنے کا بہت شوق ہے لیکن الفاظ ساتھ نہیں دیتے۔ خط ضرور شایع کیجیے گا۔ مہربانی ہوگی۔ (امیمہ خالد رفیق۔ لوئی بھیٹر، اسلام آباد)

❖ شمارہ 541 ہاتھ میں ہے۔ ہم تو ردی کی ٹوکری کو اپنی ”سگی دشمن“ سمجھ چکے تھے کہ باجی کا پیغام ملا کہ ہماری چھوٹی سی کاوش ”بارش کا پہلا قطرہ“ بن کر شایع ہوئی ہے تو اتنی خوشی ہوئی کہ کیا بتائیں؟ القرآن، الحدیث، پیام سحر، گوشہ اکابر غرض تمام مستقل سلسلے خوب ہیں۔ اس کے علاوہ مسکان خان، بنت ظفر محمود، نور سحر اور اہلیہ راشد اقبال کی تحریریں بھی زبردست رہیں۔ ارے ساجدہ باجی آپ کی ”جب وہ دولہا بنا“ تو کیا ہر تحریر بھاتی ہے، اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔ ویسے بزم خواتین میں ہمارے نام کی کمی ہے، اسے اگر شامل کرلیں تو کیا ہی بات ہے۔

(شمسہ کنول بنت عبدالرزاق۔ ایبٹ آباد)

❖ خواتین کا اسلام بہت اچھا جارہا ہے، میں نے حج پہ جانے سے پہلے ایک کہانی بھیجی تھی جو کہ ابھی تک شایع نہیں ہوئی پھر مایوسی کی لہر دل میں ٹھہر گئی لیکن شمارہ نمبر 519 پڑھ کر ختم ہوئی اور ایک بار پھر قلم اٹھالیا۔ ماشاء اللہ شمارہ نمبر 519 بہت اچھا رہا۔ پلیز آپ کا دسترخوان جاری رکھیں اس سے ہمیں بہت فائدہ ہوتا ہے۔ مدیر مسئول صاحب اور پوری ٹیم کے لیے بہت ساری دعائیں۔ پیام سحر میں شوق سے پڑھتی ہوں۔ یہ میرا پہلا خط ہے آپ سے گزارش ہے کہ میرا خط ضرور شایع کیا جائے۔ (بنت ابوبکر۔ ملیر کراچی)

❖ کافی عرصے سے خواتین کا اسلام جزو دل بنا ہوا ہے کہ بدھ اس کے بغیر بہت ہی ادھورا لگتا ہے، خط لکھنے کی جسارت پہلی دفعہ کررہی ہوں البتہ دیگر مضامین میں تھوڑی بہت لکھنے کی جسارت کرچکی ہوں بہت ہی عمدہ اور باذوق رسالہ ہے اور ہر ہر تحریر اور مضمون انگوٹھی میں جڑے نگینے کی طرح خوب صورت لگتا ہے۔ شمارہ نمبر 534 میں بشریٰ بنت فریدالدین احمد فاروقی صاحبہ نے میری تحریر کی تعریف کی، بہت جزاک اللہ تمام مصنفات خوب بلکہ خوب تر لکھ رہی ہیں۔ اللہ پاک ان سب کی اور آپ کی اور آپ کے پورے اسٹاف کی محنت کو قبول فرمائے اور زورِ قلم اور زیادہ کرے۔ آمین۔ خواتین کا اسلام سے ہی یہ اندوہناک خبر سنی کہ محترمہ ساجدہ بتول صاحبہ کے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ہے بہت ہی دکھ ہوا، اللہ پاک ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ (ماریہ خاتم اندرابی)

❖ میں خواتین کا اسلام کی نئی قاریہ ہوں تقریباً دو ماہ سے یہ رسالہ پڑھنا شروع کیا ہے۔ ماشاء اللہ بہت اچھا جارہا ہے۔ جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اس کے ہر ہر لفظ میں نصیحت چھپی ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ مجھے لکھنے کا بہت شوق ہے۔ ادب سے دلچسپی کی بنا پر ایک تحریر لکھ کر بھیج رہی ہوں۔ مجھے بتایئے گا کہ کیا میں اچھی لکھاری بن سکتی ہوں یا نہیں۔ اور میری تحریر قابل اشاعت ہے یا نہیں۔ تمام قاریات اور خواتین کا اسلام کی پوری ٹیم کو سلام۔

(بنت عبدالروف۔ فیصل آباد)

نیوز کاسٹر

شگفتہ کنول۔ علی پور

خبروں کے ایک اور بنڈل کے ساتھ ہماری نیوز کاسٹر متوقع تنقیدی و تعریفی حملوں سے نمٹنے کے لیے حاضر ہے۔

ریڈیو خود ساختہ اطلاعات، کا یہ دوسرا پروگرام ہے، یہاں پر یہ وضاحت غیر ضروری ہے کہ ہمارا اس سے قبل نشر ہونے والا پہلا پروگرام صرف چھ ماہ بعد منظر عام پر آگیا تھا، عملے کی یہ خصوصی شفقت ہے، ورنہ تو یہاں کسی بھی چیز کو منظر سے غائب کرنا کوئی مشکل بات نہیں۔

بہرحال ہم دن، وقت، اور جگہ بتائے بغیر اپنے پروگرام کا آغاز کرتے ہیں۔

پہلے اہم خبروں کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے!

- حیرت انگیز خوش گواریوں کے جھٹکے! کس کو اور کیوں؟
- الزام تراشی...... کس پر؟
- سنچری بنانے کا شبہ...... کس پر؟
- سرعام ناپسندیدگی کا اظہار...... کیا مطلب؟

اب خبریں تفصیل کے ساتھ......

حیرت انگیز خوش گواریوں کے جھٹکے!

نہایت ہی بے وثوق ذرائع سے اطلاع آئی ہے کہ وقفے وقفے سے آنے والے چکنے کاغذ کے میگزین اور اضافی صفحات کی وجہ سے خواتین کا اسلام کی قاریات ''خوش گوار جھٹکوں'' کی زد میں ہیں، یہ تبدیلی اگرچہ خوش آیند ہے مگر اس کے مستقل رہنے کے لیے دعاؤں کے سہارے کی بہت ضرورت ہے۔

دوسری طرف سنجیدہ آنٹی نے خیال ظاہر کیا ہے کہ بڑھتی ہوئی کوالٹی اور اعلیٰ معیار کی وجہ سے میگزین کی قدر و ''قیمت'' میں اضافے کا بھی قوی خدشہ ہے جسے تمام محب؟؟؟ میگزین کو فراخ دلی کے ساتھ قبول کرنا ہوگا۔

الزام تراشی......!

ہماری خصوصی رپورٹر بیگم باتونی صاحبہ نے یہ افسوس ناک خبر دی ہے کہ اہلیہ تنویر شاہ نے میگزین پر تعصب کا الزام عاید کر دیا ہے جس سے قاریات کے جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ بے شمار قاریات نے اس الزام کی تردید کی ہے۔ تردید کرنے والوں میں میگزین کی بہت ہی معزز رائٹر محترمہ اہلیہ راشد اقبال کے علاوہ ام ارم صدیقی آف کراچی، آمنہ شکیل حیدر آباد، شگفتہ کنول علی پور اور زہرہ امین آف راولپنڈی شامل ہیں۔ دیگر بے شمار قاریات نے بھی اس الزام کی شدید مذمت کی ہے مگر سربراہ نے مجروح دل قاریات کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اس معاملے کے بارے میں مزید بات چیت کو منظر عام پر لانے سے گریز کیا ہے اور اس نازک معاملے کو یہیں ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

سنچری بنانے کا شبہ......!

بزم خواتین میں آئے روز شایع ہونے والے بنت مولانا سیف الرحمٰن قاسم کے پرجوش خطوط پر سنجیدہ آنٹی نے شبہ ظاہر کیا ہے کہ شاید پاکستانی کھلاڑیوں کی طرح بنت مولانا سیف الرحمٰن پر بھی سنچری بنانے کا بھوت سوار ہے، جب یہ بھوت زیادہ سر چڑھتا ہے تو ایک ہی میگزین میں ان کے دو دو خطوط بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس موقع پر بیگم باتونی صاحبہ نے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ اسی طرح مستقل مزاجی سے ڈٹی رہیں تو اپنے خطوط کے تابڑ توڑ حملوں کے ذریعے ان شاء اللہ جلد سنچری کا سہرا اپنے سر سجالیں گی۔

سرعام ناپسندیدگی کا اظہار......!

میگزین میں چھپائے نت نئے اشتہارات کی بڑھتی ہوئی تعداد نے قاریات کو سرعام ناپسندیدگی کا اظہار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں کئی الجھن آمیز اور کوفت زدہ خطوط برابر شایع ہو رہے ہیں، جو اس بات کی دلیل ہیں کہ قاریات کے لیے یہ خوب صورت اشتہارات مع مبالغہ آمیز ڈائیلاگز کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتے بلکہ قاریات کو صرف تحریریں پڑھنے سے دلچسپی ہے۔ ایسی تمام قاریات اگر اشتہارات کو قسط وار مضامین سمجھ کر پڑھ لیا کریں تو اشتہارات بھی مزہ دیں گے۔

موسم!

تعطیلات ختم ہونے کی وجہ سے گھروں کا موسم خوش گوار بتایا جا رہا ہے جبکہ بچے اس صورت حال سے پریشان ہیں۔ اکثر بچوں کے چہروں پر اشکوں کی برسات بھی دیکھی گئی ہے۔ نیز آفس جانے والے ملازمین کے چہروں پر ابر چھایا ہوا ہے، تاہم چند دنوں تک موسم کے معمول پر آنے کا امکان ہے۔ ماہرین کے مطابق تعطیلات ختم ہونے کی تبدیلی اسکول و کالجز کے کینٹین والے حضرات کے لیے بہت خوش آیند ہے جس سے ان کے روزگار سرسبز و شاداب ہونے کی توقع ہے۔ آج کا پروگرام ختم ہوا، اب ہمیں اجازت دیجیے، اللہ نگہبان۔

بچوں اور نوجوانوں کے لیے منفرد ہفتہ وار انگریزی میگزین

The TRUTH

Subscription Charges

Rs. 1200 for 1 Year (52 Issues — 4 issues free)
Rs. 600 for 6 months (26 Issues — 2 issues free)
Rs. 300 for 3 months (13 Issues — 1 issue free)

Bank Account: The Truth Intr. Current A/c no. 0118-02008000106
Meezan Bank Gulshan-e-Maymar, Karachi

سبسکرپشن اور دیگر معلومات کیلئے مرکزی رابطہ
دی ٹرتھ 4-G-1/11 ناظم آباد نمبر 4 کراچی
0322-2740052,021-36881355

پرانے شمارے بھی منگوائے جاسکتے ہیں

کراچی: 0334-3372304 | حیدر آباد: 0300-3037026 | سکھر: 0300-9313528
کوئٹہ: 0333-7805339 | سرگودھا: 0321-6018171 | تربت: 0321-2140814
لاہور: 0300-4284430 | راولپنڈی: 0321-5352745 | ملتان: 0300-7332359
پشاور: 0314-9007293 | فیصل آباد: 0333-4365150

www.thetruthmag.com | info@thetruthmag.com